Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مدیر

علی محمد اجمیری

بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق یکم مئی ۱۹۴۱ء

ماہ ہجرت ۱۳۲۰ ہش

جلد ۴۰ عدد ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے سنہ ۱۹۰۲ء
میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیّت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرونِ ہند چار روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمّہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیّہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۰	۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق یکم مئی سنہ ۱۹۴۱ء	نمبر ۵

فہرست مضامین

اداریہ	صـ۲	ایڈیٹر
والیۂ بھوپال کے نام تبلیغی خط	صـ۷	حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اعلیٰ زندگی کے متعلق اسلام کی کامل تعلیم	صـ۱۳	جناب "ذوالفقار" بہاری
معرکۂ روح و بدن	صـ۲۲	"ذاکر عجمی"
مذہب کے متعلق نازیوں کا رویہ	صـ۴۰	ترجمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اداریہ:-

ڈاکٹر ٹیگور کی تقریر | ہندوستان کے مشہور شاعر ڈاکٹر رابندرا ناتھ ٹیگور نے اپنی ۸۰ ویں سالگرہ کی تقریب پر جو تقریر ۱۴ر اپریل کو شانتی نکیتن میں کی، اس میں آپ نے اپنی اسّی سالہ زندگی کے مختلف تجارب بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"بچپن میں میرے دل میں انگریز قوم کے لئے بہت محبت تھی، اور مَیں اس کا بہت مدّاح تھا۔ تب ابھی انگریزوں کی فراخدلی پر استعماری اولوالعزمیوں کا کوئی اثر نہ تھا، اور ہندوستانیوں کے لئے انگریزوں کی ذاتی شرافت ان کی تعریف و توصیف کا باعث تھی۔ اس زمانہ میں مجھے برطانوی پارلیمنٹ کے اندر اور باہر جان برائٹ جیسے انگریز کی تقریریں سننے کا موقعہ ملا۔ اگرچہ مَیں اس وقت بچہ ہی تھا، تاہم مَیں انگریزوں کی وسعت قلبی سے بے حد متاثر ہوا۔ اس وقت انگریز اپنی سرگرمیوں کو قومیت کے تنگ دائرہ میں محدود نہ رکھتے تھے۔ بلکہ ان کا اثر انگلستان سے باہر دیگر ممالک پر بھی پڑتا تھا۔ یہی وجہ ہے، کہ آج بھی جبکہ انگریز اپنے بلند معیار سے گر چکے ہیں۔ مَیں پرانے زمانہ کی یاد کو اپنے لوح دل سے مٹا نہیں سکا۔" (سٹیٹسمین مورخہ ۱۶ر اپریل)

ڈاکٹر رابندرا ناتھ نے مذکورہ بالا الفاظ میں جس زمانہ کی طرف اشارہ کیا ہے، یہ وہ زمانہ تھا، جب انگریزوں کو ہندوستان پر قبضہ حاصل کئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا، اور وہ عدل و انصاف کے مقتضیات کو وقت کی مصلحتوں پر قربان نہیں کرتے تھے۔ اس سے پہلے چونکہ یہاں امن و امان مفقود تھا، اور ملک کے مختلف حصوں میں بعض ایسے عناصر حکمران اور غالب تھے، جن کا دوسری قوموں سے سلوک اچھا نہ تھا، اور انگریزوں کا طرزِ عمل تعصّب و تنگ نظری سے نسبتًا پاک اور منصفانہ تھا،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے طبعاً انگریزوں کی آمد سے امن پسند لوگوں کو خوشی ہوئی۔ اور یہی چیز ہندوستان میں ان کی حکومت کے استحکام کا باعث ہوئی۔

انیسویں صدی کے اواخر میں ہندوستان کی تمام قوموں کے بڑے بڑے لوگوں کی تحریرات پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ ہر قوم نے انگریزوں کی آمد پر آرام کا سانس لیا، اور ان کی حکومت کی تعریف کی۔ یہی وہ وقت تھا، جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی انگریزوں کی حکومت کی تعریف کی۔ اور اس وقت کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے، تو فی الحقیقت اس زمانہ میں انگریزوں کی حکومت دوسری حکومتوں کے بالمقابل سایۂ رحمت معلوم ہوگی۔ جو لوگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں، کہ حضور نے اپنی کتابوں میں انگریزی حکومت کی تعریف کی ہے، وہ ڈاکٹر ٹیگور کے الفاظ سے سمجھ سکتے ہیں، کہ یہ تعریف خوشامد کے رنگ میں نہ تھی، بلکہ واقعات و حقائق پر مبنی تھی۔ اور انگریز واقعی اس کے مستحق تھے۔ یہ عجیب بات ہے، کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس بناء پر انگریزوں کی اُس وقت کی پالیسی کی تعریف کی تھی، اسی بناء پر ڈاکٹر ٹیگور نے تعریف کی ہے۔ اور تا ابد تو کسی قوم کے متعلق بھی ضمانت نہیں دی جا سکتی، کہ وہ اچھی رہے گی۔ بہر حال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے پچاس برس پیشتر انگریزوں کی جس خوبی کا اپنی تحریرات میں ذکر کیا ہے، اس کا اعتراف ایسے لوگوں کو بھی ہے، جو آج کی دنیا میں بڑے بڑے قوم پرست اور محبِ وطن مشہور ہیں۔

ڈاکٹر ٹیگور نے اپنی اس تقریر میں آگے چلکر ایک اور نکتہ کی بات یہ کہی کہ:۔

"کبھی میرا یہ خیال تھا، کہ تہذیب کے چشمے یورپ میں پھوٹیں گے، لیکن آج جبکہ میں اس دنیا کو چھوڑنے والا ہوں، میرا یہ پختہ اعتقاد بالکل جاتا رہا ہے۔ اب میری آخری امید یہ ہے کہ دنیا کا نجات دہندہ اِس افلاس زدہ ملک میں پیدا ہوگا، اور مشرق ہی سے خدائی رحمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا پیغام دوسری قوموں کو ملے گا، جس کی بدولت انسانیت کے زندہ رہنے کی امید پیدا ہو جائیگی۔"

مغربی تہذیب کے بڑے بڑے مؤیّد اور دلدادہ جو اس کی ظاہری آب و تاب سے متاثر ہو کر اس پر بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے، اب اس کی خامیوں سے آگاہ ہو کر جی چھوڑ رہے ہیں، اور یہ تہذیب اب چند دن کی مہمان ہے۔ جس تہذیب کی بنیاد لادینی اور لامذہبیّت پر ہو، وہ بھلا دنیا میں امن کے قیام کا ذریعہ کیونکر بن سکتی ہے؟ ڈاکٹر ٹیگور کا یہ بیان مغرب پرست لوگوں کے لئے شاید نیا انکشاف ہو، مگر حقیقت بین نگاہیں آج سے بہت عرصہ قبل اس تہذیب میں دنیا کی تباہی کے جراثیم دیکھ رہی تھیں، اور تجربہ نے یہ ثابت کر دیا، کہ جس تہذیب کی بنیاد روحانیّت پر نہ ہو، بلکہ مادیّت پر ہو، وہ کبھی امن کا موجب نہیں ہو سکتی۔

مشرق ہمیشہ سے دنیا کو روحانیت کا پیغام دیتا رہا ہے، اور جیسا کہ ڈاکٹر ٹیگور نے امید ظاہر کی ہے، اب بھی مشرق ہی دنیا کو اس کی موجودہ مصائب سے نجات دلانے کا موجب ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے بالخصوص ہندوستان کو اپنی امید کا مرکز بنایا ہے۔ اس کا باعث شاید ان کی قومیّت پرستی اور ملکی عصبیت ہو۔ کیونکہ انہوں نے اپنی اس امید کی کوئی خاص وجہ بیان نہیں کی۔ لیکن جو لوگ دنیا کے حالات و کوائف پر گہری نگاہ رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں، کہ فی الواقعہ ہندوستان ہی موجودہ زمانہ میں ایک ایسا ملک ہے، جس میں روحانیت کی طرف طبائع کا زیادہ رجحان ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ ہندوستان کے سب سے بڑے سیاسی لیڈر گاندھی جی کو بھی روحانیت کا جامہ زیب تن کرنا پڑا۔ اور اس کا باعث، خواہ اور کوئی مانے یا نہ مانے، ہمارے نزدیک صرف یہ ہے، کہ اس ملک میں خدا تعالےٰ کی طرف سے اس زمانہ کا وہ مامور پیدا ہوا، جو تمام ادیان کا موعود ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے رُوحانی مصلحین کے انفاسِ قدسیہ بعض حالات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں ایسے غیر محسوس طور پر اپنا اثر دنیا پر ڈال رہے ہوتے ہیں، کہ عوام اس کو ایک وقت تک دیکھ نہیں سکتے۔ لیکن پھر ایک وقت آتا ہے، کہ یہ اثر نمایاں ہو جاتا ہے، تب ہر کہ ومہ اسے محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ ڈاکٹر ٹیگور گو ہمارے نزدیک حقیقی روحانیت سے محروم ہیں، مگر دنیاوی اعتبار سے وہ ایک بہت بڑے فاضل اور دنیا کے ظاہری کوائف سے بخوبی واقف ہیں۔ اس لئے انہوں نے دنیا کے موجودہ حالات پر نگاہ کر کے ہندوستان کے متعلق جو امید ظاہر کی ہے، وہ بالکل درست اور صحیح ہے، اور ہم اس میں ان کی ہمنوائی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم ان کو یہ خوشخبری سناتے ہیں، کہ روحانیت کا وہ چشمہ جو دنیا میں قیامِ امن کا ذریعہ بننے والا ہے، قادیان کی مبارک سرزمین میں ظاہر ہو چکا ہوا ہے، اور اسی کے فیض کی برکت سے ہندوستان آج روحانیت کے لحاظ سے دنیا کی امید گاہ بنا ہوا ہے۔ گو دنیا ابھی تک اس حقیقی راحت کے چشمہ سے بے خبر ہے، مگر وہ وقت بہت نزدیک ہے جب تھکی ہوئی دنیا امن و امان کی تلاش میں اِدھر اُدھر نظر دوڑائے گی، تو اس کی نگاہ یہیں آکر ٹھہرے گی۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے، جہاں سے مادیت کے بجائے روحانیت کا پیغام نشر ہوتا ہے۔

ہمارے معاونین

کاغذ کی حد درجہ مہنگائی نے ملک کے اخبارات اور رسالوں کو زندگی اور موت کی شدید کشمکش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور بظاہر حالات مستقبل قریب میں اس سے نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ کاغذ کی گرانی اور کمیابی کا اثر صرف ہندوستان کے اخبارات اور رسالوں پر ہی نہیں ہے، بلکہ انگلستان میں بھی اس کا اثر ہے۔ حالانکہ انگلستان کے اخبارات مالی لحاظ سے بہت مستحکم بنیادوں پر قائم ہیں، اور ملک میں کاغذ کے سینکڑوں کارخانے ہیں۔ اور تو اور خود لنڈن ٹائمز جیسے مؤقر اور مشہور جریدے نے ۷ر اپریل سے پرچہ کی قیمت دو پنس کے بجائے تین پنس کر دی ہے، اور حجم وہ اس سے پہلے ہی کم کر چکا تھا۔ یہ وہ اخبار ہے، جس کی اشاعت لاکھوں تک ہے، اور جسے برطانیہ جیسی حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے، کہ کاغذ کی گرانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے کتنی شدید مشکلات پیدا کر دی ہیں۔

ہمارے رسالہ کی حالت یہ ہے، کہ ہر ماہ ضروری اخراجات پورے کرنے کے لئے شدید جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم راضی نہیں چاہتا، کہ رسالہ کا حجم کم کر دیا جائے۔ قیمت میں اضافہ کی صورت بھی اختیار نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اگر ایسا کیا گیا، تو ہمیں ڈر ہے، کہ بہت سے خریدار گر جائیں گے۔ ایسی حالت میں رسالہ کو باعزت طور پر چلانے کے لئے ضروری ہے، کہ اس کی خریداری بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہے، وہ اگر بقایا ادا کر دیں، اور جن کے ذمہ قیمت سالانہ واجب الادا ہے، وہ قیمت روانہ کر دیں، تو ہماری مشکلات میں بہت سی تخفیف ہو سکتی ہے۔ مگر ہوتا یہ ہے، کہ بقایا داروں کو کئی کئی مرتبہ یاد دہانی کرانے کے باوجود رقوم وصول نہیں ہوتیں۔ اسی طرح سالانہ قیمت کی وصولی کے لئے بھی کئی کئی مرتبہ لکھنا پڑتا ہے، اور پھر بھی رقم نہیں آتی۔ آخری صورت میں وی۔ پی کیا جاتا ہے، تو اسے بھی بعض کرم فرما واپس کر دیتے ہیں۔ کئی ہیں، جو وی۔ پی کی اطلاع ملنے پر مہلت لے لیتے ہیں، مگر پھر مہلت گذر جانے پر از خود چندہ نہیں بھیجتے، بلکہ ان کو یاد دہانیوں پر یاد دہانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ساری کارروائی کا نتیجہ یہ ہے، کہ ہمارا خرچ ڈاک بڑھ جاتا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ چیز مالی مشکلات میں اضافہ کا موجب ہے۔ پس ہماری اپنے دوستوں سے مؤدبانہ التجا ہے، کہ موجودہ گرانی کے زمانہ میں وہ ان چیزوں کا خاص خیال فرمائیں۔ اور ہمیں پریشانی سے بچائیں۔

جن دوستوں نے گذشتہ ماہ رسالہ کی امداد فرمائی ان میں سے اخی المکرم جناب بابو محمد قاسم دین صاحب سیالکوٹی اور اخی المکرم جناب مولوی عبد المجید صاحب بی۔ اے دہلی حال دفتر سپلائی لاہور قابل ذکر ہیں۔ اوّل الذکر نے اس سے پہلے دس خریدار عنایت فرمائے تھے اب مزید پانچ خریدار عنایت فرمائے ہیں۔ انہوں نے کم از کم پچیس خریدار اور دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان کی نکمانہ ترقی کا سوال پیش ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں روحانی و جسمانی ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔ مؤخر الذکر نے دس نئے خریدار عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کے علاوہ مکرم چوہدری بدر دین صاحب ز مغلپورہ نے تین نئے خریدار عنایت فرمائے۔ نیز موصوف نے اور مکرمی میاں اللہ دتہ صاحب نوشہرہ چھاؤنی نے بقایا داروں سے وصولی کرکے رقوم ارسال فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والیہ بھوپال کے نام تبلیغی خط

(از حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی خلافت کے ابتداء میں مختلف والیانِ ریاست کو جو تبلیغی خطوط لکھے، ان میں سے ایک ہر ہائی نس نواب سلطان جہان بیگم والیہ بھوپال کے نام بھی تھا، یہ خط ابھی تک ہمارے لٹریچر میں شائع نہیں ہوا۔ اب برادرم ملک فضل حسین صاحب مہاجر کی کوششوں سے یہ نہایت قیمتی خط ہمیں دستیاب ہوا ہے جسے حضرت اقدس کی اجازت سے ہم ذیل میں شائع کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔ ملک صاحب موصوف پہلے قومی بک ڈپو میں کام کرتے تھے۔ اب بیماری کی وجہ سے چند سال سے قریبًا بیکار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ✣ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بخدمت ہر ہائی نس نواب سلطان جہان بیگم جی سی ایس آئی جی سی آئی ای والیہ ریاست بھوپال

ادام اللہ ملکہا و حشمتہا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

جناب سے یہ امر پوشیدہ نہ ہوگا کہ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کی قدیم سے سنّت ہے کہ جس وقت گناہ اور بدکاری بڑھ جاتی ہے، اور لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں، تو وہ اپنی طرف سے ایک ہدایت کنندہ کو بھیجکر اصلاح مفاسد کراتا ہے، اس زمانہ میں جبکہ اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے حلقہ میں گھر رہا تھا، اور مسلمان حقیقتِ اسلام کو چھوڑ کر اپنی خواہشات و لذات کی پیروی میں لگ رہے تھے، اس نے ایک مصلح کو بھیجکر اصلاح کا کام شروع کر دیا ہے، اور ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح ناصری کی پیشگوئیوں کے مطابق اور اس زمانہ کے فتنہ عظمٰی یعنی فتنہ نصاریٰ کی مناسبت سے اس کا نام مسیح موعود رکھا ہے۔ گو جناب نے اس عظیم الشان انسان کے دعویٰ کی خبر سُنکر اپنے طور پر ضرور تحقیقات کی ہوگی، کیونکہ مسیح موعود کی آمد کی انتظار کُل فرق اسلام کو ہے، اور اس پر ایمان لانا سب فرق کے لئے واجب قرار دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ خود مدعی کے منہ سے اس کا دعویٰ اور دلائل سننے سے حقیقت امر کا جس طرح انکشاف ہوسکتا ہے، اُس طرح غیر کے ذریعہ نہیں ہوسکتا، اس لئے مَیں آپ سے چاہتا ہوں کہ آپ اس دعویٰ کی حقیقت اور اس کے دلائل خود اس عظیم الشان انسان کے پیروؤں کی زبان سے سُنیں، جس نے اس نازک زمانہ میں کہ اسلام حالت کس مپرسی میں ہو رہا تھا ساری دُنیا میں اعلان کیا کہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ اسلام کو پھر اپنی پہلی حالت پر واپس لائیگا اور وہ دن دور نہیں ہیں، جب دُنیا میں ایک ہی پیشوا اور ایک ہی مذہب ہوگا، یعنی اکثر حصّہ دُنیا اسلام کو قبول کرے گا۔

یہ وہ وقت تھا، جبکہ اس شخص کے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی۔ وہ تن تنہا بغیر یار و مددگار کے اور بغیر مونس و غمگسار کے خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت کُل دنیا کی اصلاح کے لئے اُٹھا، اور لوگوں نے اس سے ہنسی اور ٹھٹھا کرنا شروع کیا، کہ ایک ایسا شخص جو دنیا میں کوئی شہرت نہیں رکھتا جس کے ساتھ کوئی جتھا نہیں، دنیا کی اصلاح کیونکر کرے گا، بہتوں نے اُسے پاگل قرار دیا، اور بہتوں نے اسے شہرت پسند بتایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے منہ کی باتوں کو پورا کیا، اور جو کچھ اس نے قبل از وقت کہا تھا، وہ آہستہ آہستہ پورا ہونے لگا۔ اور جب باوجود اس کے کہ خود اہلِ اسلام ہی جنکی تائید اور نصرت کے لئے وہ کھڑا ہوا تھا، اس کے مخالف تھے، اور عوام و خواص جاہل و علماء اور باشول کا گروہ اور صوفیاء کی جماعت نے بالاتفاق مقابلہ کیا، اور اس کے خلاف لوگوں کو اُکسایا، اور طرح طرح سے اُسے دُکھ دیئے، مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کی صداقت ظاہر ہوئی۔ اور جس وقت اُسے اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس واپس بُلایا، تو اس کی باتوں کو پھیلانے والوں کی ایک کثیر جماعت موجود تھی، جس کی تعداد کا اندازہ چار لاکھ کے قریب کیا جاتا تھا۔ اس نے اس غربت کے وقت جب اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ کوئی نہ تھا، لاکھوں انسانوں میں یہ شائع کر دیا تھا، کہ خدائے تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے، کہ تیری مخالفت ہوگی، اور سخت ہوگی، لیکن مَیں تیری تائید کرونگا، اور تیرے دشمنوں کو ناکام کرونگا، جو تجھے ذلیل کرنا چاہے گا، وہ خود ذلیل ہوگا، اور جو تیری مدد کرے گا، مَیں اس کی مدد کرونگا، تیرے پاس دُور دُور سے لوگ آئیں گے، اور ہزاروں قسم کے تحائف بھی لائیں گے، اور ان مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے ہر قسم کے سامان مَیں خود مہیا کرونگا۔ سو دُنیا نے دیکھ لیا، کہ جیسا اس نے کہا تھا، ویسا ہی ہوا۔

اس شخص کی تائید کے لئے اللہ تعالےٰ نے لاکھوں نشانات دکھائے ہیں، اور جناب کو اگر اللہ تعالےٰ نے اس صداقت پر غور کرنے کا موقعہ دیا، تو آپ دیکھیں گی، کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے اس کے دعوےٰ کی تائید میں نشانات کی ایک بارش برسائی ہے حتیٰ کہ خود ریاست بھوپال بھی اُسکی صداقت کا ایک زبردست نشان دیکھ چکی ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دعوےٰ مسیحیت سے پہلے ایک کتاب براہین احمدیہ اسلام کی صداقت پر لکھی تھی، اور اس میں سب غیر مذاہب کو چیلنج دیا تھا، کہ وہ اس کے مقابلہ پر اپنے مذاہب کی خوبیاں ثابت کریں۔ اس کتاب کی اشاعت کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی، اس لئے آپ نے اس کام میں مدد دینے کے لئے مختلف رؤساء کو خطوط لکھے جن میں سے ایک نواب محمد صدیق حسن خان صاحب بھی تھے، پہلے تو نواب صاحب نے مدد کا وعدہ کیا، مگر بعد ازاں نہ معلوم کس خیال پر کتابیں واپس کر دیں، اور لکھدیا، کہ گورنمنٹ برطانیہ مذہبی جھگڑوں سے ناراض ہوتی ہے، اس لئے ہم اس کتاب کی اشاعت میں مدد نہیں دے سکتے۔ اگر نواب صاحب صرف یہ لکھدیتے، کہ ہم مدد نہیں دے سکتے، تو یہ اَور بات تھی، مگر چونکہ نواب صاحب نے اسے باغیانہ خیالات پر مشتمل قرار دے کر واپس کیا (نواب صاحب مرحوم کا ایسا لکھنا درست نہ تھا، کیونکہ نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان وفاداریٔ گورنمنٹ میں خاص شہرت رکھتا تھا، بلکہ آپ خود بھی اپنی تحریرات میں گورنمنٹ کی وفاداری پر زور دیتے رہے، اور خود براہین احمدیہ میں اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ اسلام بغاوت کے مخالف ہے اور ہمیں گورنمنٹ کے احسانات کا شکریہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادا کرنا چاہیئے، حتیٰ کہ جب آپ نے دعویٰ کیا، اور لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی، تو شرائط بیعت میں سے ایک یہ شرط بھی رکھی، کہ آپ کا متبع ہر ایک قسم کی بغاوت سے پرہیز کرے گا اور آپ کے دعویٰ کے بعد تو آپ کی وفاداری اور بھی ظاہر ہوئی۔ کیونکہ جب آپ نے خود مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ فرمایا، اور کسی خونی مہدی کی آمد سے انکار کر دیا، تو خود اپنے عقائد کے رُو سے بھی آپ پر واجب تھا، کہ گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دیتے، چنانچہ آپ نے کوئی کتاب نہیں لکھی جس میں اپنی جماعت کو گورنمنٹ کی وفاداری کی تاکید نہیں فرمائی۔ اور ہر موقعہ پر گورنمنٹ کے حکام کو مُقر ہونا پڑا ہے کہ یہ جماعت نہایت وفادار ہے۔ پس اس وقت کے حالات کے ماتحت بھی حضرت مسیح موعودؑ کے کسی کام کو بدامنی پھیلانے والا خیال کرنا نادرست تھا۔ اور بعد میں تو یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ آپ اور آپ کی جماعت نہایت امن پسند اور گورنمنٹ کی وفادار ہے) حضرت موصوف کو یہ امر بہت بُرا معلوم ہوا، اور آپ نے براہین احمدیہ میں یہ واقعہ لکھتے ہوئے تحریر فرمایا، کہ **اچھا نواب صاحب پر گورنمنٹ بہت خوش رہے**۔ جس میں اشارہ تھا، کہ نواب صاحب گورنمنٹ کے زیر عتاب آئیں گے چنانچہ جناب کو تو معلوم ہوگا، کہ کس طرح نواب صاحب مرحوم آخری عمر میں گورنمنٹ کے زیر عتاب آئے جس وقت یہ ابتلاء نواب صاحب پر آیا، تو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا، کہ میرے لئے دعا کریں، کہ خدائے تعالےٰ اس ابتلاء سے بچائے۔ حضرتؑ نے دعا کی، اور الہام ہوا ؎ اس کی عزت سر کوبی سے بچائی جائے گی" یہ الہام اس وقت نواب صاحب مرحوم کو لکھکر بھیج دیا گیا۔ اور جیسا کہ اس الہام کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ ابتلاء صرف ایک حد تک دُور ہوگا، اور نواب صاحب کی عزت صرف سر کوبی سے بچائی جائے گی، یعنی کامل تباہی سے، ویسا ہی ظاہر ہوا، اور نوابی کا خطاب قائم رہنے کا گورنمنٹ نے حکم دیدیا، اور گو وہ اس تبدیلی سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے، لیکن ان کی عزت سر کوبی سے بچائی گئی۔ پس ریاست بھوپال پر بھی حجت قائم ہو چکی ہے، اور سعید روحیں اس موقعہ سے نفع حاصل کر سکتی ہیں میرا مطلب اس واقعہ کے اظہار سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کی تائید میں زبردست نشان دکھائے ہیں، اور مختلف ممالک کے لوگ اس کے گواہ ہیں، اور خود ریاست بھوپال بھی آپ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت کو پرکھ چکی ہے۔ پس اب جبکہ دُنیا پر حجت قائم ہو چکی ہے، ہر ایک مومن کا فرض ہے، کہ خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو، اور اللہ تعالےٰ کے انعام سے فائدہ اٹھائے، اور اس جماعت میں شامل ہو، جو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عزت کے قائم کرنے کے لئے پیدا کی ہے۔

اے رئیسۂ بھوپال! اللہ تعالےٰ آپ پر اپنا فضل فرمائے اور جس طرح دولتِ دنیاوی سے آپ کو حصّہ دیا ہے، دولتِ دینی سے بھی مالا مال کرے، یہ دنیا فانی ہے، اور خواہ کوئی انسان دُنیا میں کس قدر ہی معزز ہو، ایک دن اُسے اس دُنیا سے گذرنا ہوگا، بڑے بڑے فاتحین دُنیا میں گذرے ہیں، مگر ان میں سے کوئی نہیں جو موت کا پیالہ پینے سے بچ سکا ہو، یہ وہ دروازہ ہے، کہ جس میں سے سب کو گذرنا پڑا، اور یہ وہ لباس ہے، جو سب کو پہننا پڑا۔ پس زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، اور کوئی نہیں کہہ سکتا، کہ مَیں کب تک زندہ رہُونگا، خدائے تعالےٰ کی دی ہوئی عزت اور اس کی اطاعت میں حاصل کیا ہوُا رُتبہ ساری دنیا کی بادشاہت سے بڑھکر ہے۔ اور اس کے غلام ہمیشہ بڑے بڑے بادشاہوں کے مطاع رہے، اور رہیں گے۔ مسلمانوں میں بڑے بڑے فاتحین گذرے ہیں، لیکن کون ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اپنی ذلّت سمجھتا ہو؟ نہیں! اس پاک انسان کی غلامی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اور بہت سے بادشاہ ہیں، جن کے دل ان خیالات سے پُر ہیں، کہ کاش ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی نصیب ہوتی، اور ہم بادشاہ نہ ہوتے۔ پس جو عزت اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہے، وہ دُنیا کی حکومتوں اور دولتوں میں نہیں ہے۔

آپ پر اللہ تعالےٰ کے بہت سے احسانات ہیں، اور اس نے محض اپنے فضل سے آپ کو حکومت اور عزت عطا فرمائی ہے۔ پس آپ کو ان احسانات کی قدر کے مطابق اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کے لئے بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیئے تاکہ اس کے احسانات کا شکریہ ادا ہو، اور آپ اور زیادہ انعامات کی مستحق ہوں۔

اس وقت تک آپ کی رفعتِ شان کے خیال سے شاید اس جماعت کے غریب مبلّغ آپ تک نہ پہونچ سکے ہوں، لیکن خدائے تعالےٰ کے پیغام جیسے غریبوں کے لئے ہوتے ہیں، ویسے ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراء اور بادشاہوں کے لئے ہوتے ہیں، اور جس طرح اس کے احکام کی تعمیل رعایا پر فرض ہے، اسی طرح بادشاہوں پر بھی ہے، اس لئے میں آپ کو اس صداقت کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، جو اللہ تعالےٰ نے اپنے مسیح موعودؑ کے ذریعہ دنیا میں قائم کی ہے۔ اور اُمید کرتا ہوں، کہ آپ حق کو دریافت کرنے کے لئے پورے غور اور تدبّر سے کام لینگی۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں اس سلسلہ کے کچھ علماء چند دن کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجدوں، تاکہ وہ دس یا پندرہ روز رہ کر سلسلہ کے مفصّل حالات اور حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ اور اس کے دلائل جناب کے سامنے بیان کریں، کیونکہ اس طرح آپ کو حق و باطل میں تمیز کرنے میں سہولت ہوگی۔ بہتر ہو کہ جناب اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر فرما دیں، تاکہ وقت مقررہ پر وہ لوگ بھوپال پہونچ جائیں۔

میں یہ خط بجائے ڈاک میں بھیجنے کے حبی فی اللہ میاں معراج الدین صاحب عمر کے ہاتھ بھیجتا ہوں، اور اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں، کہ وہ آپ کو صداقت و ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دے اور اپنے پاک بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ والسّلام

مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفہ ثانی حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

(مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہلی زندگی کے متعلق اسلام کی کامل تعلیم

(از جناب" ذوالفقار" بہاری)

دنیا میں بہت سے مصلح آئے، اور ہر ایک نے اپنے اپنے رنگ میں مخلوق خدا کی بھلائی کیلئے کوشش کی۔ ان مصلحین میں بہت سے ایسے ہوئے، جنہوں نے نوع انسان کی اِس دُنیا کی زندگی کو سدہارنے کی طرف توجہ کی، اور بہت سے ایسے ہوئے، جنہوں نے انسانوں کی اُخروی زندگی کی بہبود کی طرف زیادہ توجہ کی۔ لیکن تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں یہ بات بڑی وضاحت سے معلوم ہوتی ہے کہ جس کامل اور اتم طور پر حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو فلاح کا راستہ دکھایا، اور اس پر گامزن کرایا، اس کی مثال ہمیں دوسرے مصلحین قوم میں نہیں ملتی، خواہ وہ مصلح دینی ہوں یا دنیاوی۔

ہمارے آقا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک ایسی کامل اور مکمل تعلیم دی، جو نہ صرف ہماری اُخروی زندگی کی فلاح کے لئے بہمہ وجوہ کافی ہے، بلکہ یہ تعلیم ہماری اس دنیاوی زندگی کی بھی تمام حاجتوں پر حاوی اور ان کی متکفل ہے۔ ہاں ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف یہی نہیں کیا، کہ ایک تعلیم دیدی اور بس۔ بلکہ آپ نے خود اس پر عمل کر کے دکھایا، اور اپنے مطہر اصحاب سے بھی اس پر عمل کرایا، تاہم جیسے ضعیف انسانوں کے لئے انفرادی اور جماعتی نمونہ ہر وقت پیش نظر رہے۔ مَیں اس مکمل تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر نہ روشنی ڈال سکتا ہوں، اور نہ اس وقت اس کا موقعہ ہے لیکن مَیں ان سطروں میں صرف ایک عظیم الشان احسان کا ذکر کرونگا، جو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری اس دنیاوی اور نتیجتہً ہماری اُخروی زندگی پر کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں، کہ ہمارے اوقات کا کثیر حصہ گھروں میں ہی گذرتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کی زندگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو تقریباً ساری کی ساری گھر ہی میں بسر ہوتی ہے۔ مردوں کے بھی تمام تر اوقات سوائے ان لمحوں کے جو وہ کمائی کرنے یا سماج کی خدمت کرنے میں صرف کرتے ہیں، گھر ہی کے ماحول میں بسر ہوتے ہیں۔ اگر حساب لگایا جائے، تو میرا خیال ہے، کہ معلوم ہوگا، کہ مردوں کی ساٹھ سالہ زندگی میں کم از کم چالیس سال گھر ہی کے ماحول میں صرف ہوتے ہیں۔ اگرچہ مرورِ زمانہ کے ساتھ اس صرفِ اوقات کی شکل بدلتی رہتی ہے، بچپن ماں باپ کی محبت کا لطف اٹھانے میں بسر ہوتا ہے، جوانی اپنے ساتھ نئی گھریلو ذمہ داریوں مثلاً میاں بیوی کے تعلقات، بچوں کی نگہداشت والدین کے ساتھ سلوک وغیرہ کو لاتی ہے۔ بڑھاپا ضعیفی کے احساس اور خدمت کئے جانے کے لطف کے ساتھ آتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جب ہماری زندگی کا کثیر حصّہ ہمارے گھروں کے ساتھ وابستہ ہے، تو گھریلو زندگی کی اصلاح اور اس کا خوشگوار بنانا کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ اور جب تک ہماری خانگی زندگی کامل طور پر اصلاح یافتہ اور ہمارا گھر جنّت نہ بن جائے، ہم اُوتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا کے مصداق نہیں بن سکتے۔

لیکن اہلی زندگی کی اصلاح کا کام جس قدر ضروری ہے، اسی قدر کٹھن اور دشوار بھی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ گھر کے نظام اور خانگی تعلقات کی بنیاد تعاون پر ہے، نہ کسی قانون پر۔ وہ چیز جو گھر کے افراد کو ایک دوسرے سے وابستہ رکھتی ہے، وہ آپس کا اُنس اور تعاون ہے، نہ کسی قانون کا ڈر اور خوف۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا، کہ کسی خاندان کی بنیاد پڑتے وقت یعنی ازدواجی تعلقات کی ابتداء کے وقت کسی دستور اساسی کی بھی ساتھ ہی بنیاد ڈالی گئی ہو۔ بلکہ ایسے موقعوں پر افراد اپنے آپ کو ایک دوسرے کے سپرد اور ایک دوسرے کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حقوق اور اختیارات کے خطوط بالکل غیر واضح اور آپس کے تعاون اور ہمدردی پر موقوف ہوتے ہیں۔ اسی لئے نفسیاتی لحاظ سے انسان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کے لئے سب سے بڑا اور بہترین مدرسہ اس کا خاندان یا گھر (Family) ہی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خانگی تعلقات کی اصلاح اور استحکام بہت ہی دشوار اور مشکل ہے۔ اس کام کی دشواری کا اندازہ اس امر سے بھی ہو سکتا ہے، کہ اکثر دنیاوی مفکرین نے اس کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ اور جنہوں نے اس طرف توجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی ہے، وہ کسی ایسے اصول کا استنباط نہیں کر سکے، جو ہر زمانہ اور ہر ملک میں کام آسکے۔ مثلاً افلاطون کو لے لیں۔ اس نے تو گھریلو زندگی کے خوشگوار بنانے کو اس قدر دشوار سمجھا، کہ بجائے اس کی اصلاح و استحکام کے لئے کوئی مفید قانون وضع کرنے کے سرے سے گھریلو زندگی کا خاتمہ ہی کر دیا اور مال کی طرح ان تعلّقات میں بھی اشتراکیت کی تعلیم دی۔ جو نہایت گھناؤنی اور فطرتِ انسانی کے سخت خلاف ہے۔ مذاہب میں سے بھی اکثر نے اس کام کی طرف توجہ نہیں کی، بلکہ زیادہ تر تجرّد ہی کو افضل قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر ہم عیسائیت کو دیکھتے ہیں، کہ اس نے رُہبانیت کا ایک وسیع نظام قائم کیا ہے، جس کی مثال اس وقت کسی اور مذہب میں نہیں مل سکتی۔ اور عملاً اُس تہذیب کا حال جس کی اس زمانہ میں عیسائیت حامل ہے، وہ افلاطون کے قدم بقدم ہے۔ ہاں اگر کسی نے اس گتھی کو سلجھایا، اور اس دشوار گذار وادی میں ہماری رہنمائی کی ہے، تو وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

آپ نے سب سے پہلے ہمیں اس امر کی تعلیم دی، کہ تجرّد دین نہیں، بلکہ دین کے خلاف ہے، اور فرمایا، لَا رُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ۔ کیونکہ انسانی قویٰ اور فطرتی جذبات کو مارنا اور کچلنا انسان کی کامل اخلاقی اور روحانی تخلیق اور نشو ونما کے خلاف ہے۔ کامل انسان وہی ہے، جس میں سارے فطرتی قویٰ اور جذبات کامل طور پر پائے جاتے ہوں، اور وہ ان سب کا صحیح اور جائز استعمال کرتے ہوئے ان مقاصد کو پورا کرے، جن کی خاطر خالق نے اس کو یہ قویٰ اور جذبات عطا فرمائے ہیں۔ اسی لئے آپ نے یہ بھی فرمایا، النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ پھر آپ نے ایک نہایت ہی بے کس اور مظلوم فرقے کے لئے یہ ربّانی حکم سنایا، کہ فَانْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ۔ اور اس طرح پر اس ظلم وستم کا خاتمہ کر دیا، جس کا مختلف قوموں اور ملکوں میں یہ بے زبان گروہ نشانہ بنایا جاتا تھا، اور بعض جگہوں میں اب بھی بنایا جاتا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں، کہ کسی کامل اسلامی حکومت کا تصوّر اس امر کے تصوّر کے بغیر ناممکن ہے، کہ اس حکومت کے اندر کوئی صحیح اور تندرست قویٰ کا فرد نہیں پایا جاتا، جو متاہل زندگی نہ گذار رہا ہو۔ الیسی حکومت میں دراصل ہر گھرانا (Family)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس ارشاد نبویؐ کے مطابق کہ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ ایک چھوٹی سی سلطنت ہوتا ہے۔ اور ملکی حکومت ان گھرانوں کی ایک فیڈریشن (Federation) کا نام ہے۔ افراد کی مالی اور معاشی مشکلات ان چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے متشکل ہونے اور قیام میں روک نہیں بن سکتیں۔ کیونکہ اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے، کہ ہر شخص کے لئے اس کی حیثیت کے مطابق کام (Employment) مہیا کرے۔ پس اسلامی سماج اور سوسائٹی کے ہر فرد کے لئے گھر (Family) کے مدرسے سے گذرنا ضروری ہے، تا اس کی اخلاقی اور رُوحانی قوتیں کامل نشو و نما پا سکیں، اور وہ اپنے ربّ کے لقاء کا مستحق بن سکے۔

جب ہم اسلامی حکومت کے اس نقشے اور اس اخلاقی امن اور سکون کی زندگی کو دیکھتے ہیں، جو ایک اسلامی حکومت کا فرد بسر کرتا ہے، اور پھر اس حالت کا مقابلہ اُن مذاہب اور تہذیبوں سے کرتے ہیں، جنہوں نے انسانوں کی خانگی زندگی کے استحکام کی طرف توجہ نہیں کی، اور جو ایک طرف تو رہبانوں کے ہر لحاظ سے قابلِ رحم گروہ اور دوسری طرف آبرو باختہ سوسائٹی کے وجودوں کا باعث ہوئے ہیں، تو ہمارے دل سے یہ صدا نکلتی ہے، کہ اے ہمارے خدا! تو اس پاک اسلامی تعلیم کے لانے والے محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر بے شمار برکتیں نازل کیجیو، کہ اس پاک ذات نے ہم پر بڑا احسان کیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اب جبکہ اسلام نے متاہل زندگی کو ہر فرد کے لئے لازمی قرار دیا ہے، تو یہ سوال پیدا ہوتا، کہ اسلام کی وہ کیا تعلیم ہے، جس پر عمل کرنے سے انسانوں کی متاہل زندگی ان کے لئے نہ صرف اس دنیا میں راحت رسان بلکہ ان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کا بھی ذریعہ بن سکتی ہے۔ تفصیل کے ساتھ اس سوال کا جواب تو یقیناً ایک لمبی فرصت چاہتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے، کہ اسلام نے ہمارے سامنے کوئی ایسا دین نہیں پیش کیا ہے، کہ جس میں چند باتوں پر بطور رسوم یا منتر کے عمل کر لینے سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے، بلکہ اسلامی نظریہ حیات اس بات کا مقتضی ہے کہ انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے مقاصد کے لئے پیہم کوشاں اور سرگرم عمل رہے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ ہاں اسلام ہمیں یہ خوشخبری ضرور دیتا ہے، کہ پیہم کوششوں کے بعد ہم پر ایک ایسا وقت آسکتا ہے، کہ جب ہماری مرضی اور ہمارے خالق کی مرضی ایک ہوجاتی ہے، اس وقت بھی گو طبعی نتائج کے حصول کے لئے عمل کی ضرورت بے شک رہتی ہے، لیکن کامیابی متیقن ہوجاتی ہے، اور اس وقت کے اعمال اپنے اندر خود ایک انعام کا رنگ رکھتے ہیں۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم ان ذرائع اور تدابیر کا مختصرًا ذکر کرتے ہیں، کہ جن پر عمل کرنے سے انسانوں کی اہلی زندگی سدھر سکتی ہے، اور جن ذرائع کا علم ہم کو اسلام ہی میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہی سے ہوا۔

حقیقت بین آنکھوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس موضوع پر ساری تعلیم کا خلاصہ اس خطبہ میں دیکھا ہے، جو آپ نے نکاح کے موقع پر پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپ نے اس موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے، جس کا مطلب یہ ہے، کہ "مومن مرد اور مومن عورت نکاح کے موقع پر کہتے ہیں، کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ یعنی حمد کامل صرف اللہ کے لئے ہے، ہم میں کوئی خوبی نہیں، ہم عیب دار ہیں، عیب سے پاک صرف اللہ تعالےٰ کی ہی ذات ہے۔ وَنَسْتَعِیْنُہٗ مومن مرد اور مومن عورت کہتے ہیں، ہم تو خدا سے مدد طلب کرتے ہیں۔ انسانوں سے مدد کے طالب نہیں ہیں۔ خاوند کہتا ہے، کہ میری تمام امیدیں خدا تعالےٰ سے وابستہ ہیں، بیوی کچھ نہیں کرسکتی، اسی طرح بیوی کہتی ہے، کہ میری تمام امیدیں خدا تعالےٰ کی ذات سے وابستہ ہیں، خاوند کچھ نہیں کرسکتا۔ وَنَسْتَغْفِرُہٗ۔ پھر مومن مرد و مومن عورت کہتے ہیں، کہ اے خدا! ہمارے گناہوں کو ڈھانپ لے، ہم تو بڑے گنہگار ہیں، صرف تیری ذات ہی ایسی ہے، جو غلطی سے پاک ہے۔ وَنُؤْمِنُ بِہٖ۔ مومن مرد اور مومن عورت پھر یہ کہتے ہیں، کہ ہمارا ایمان تو صرف اللہ تعالےٰ پر ہے۔ ہماری ساری امیدیں اللہ تعالیٰ ہی پوری کرے گا۔ کیونکہ اس پر ہمارا ایمان اور یقین ہے، کسی انسان پر نہیں، کہ وہ ہر وقت ہمارے کام آسکیگا۔ جب مومن مرد اور مومن عورت اپنی کمزوری اور بے بسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا اس طرح اقرار کرتے ہیں، تو اس کے بعد وہ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ کہتے ہیں، یعنی ہم تو اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں۔ غرض وہ ساری امیدوں کا پورا ہونا خدا تعالیٰ کی ذات سے وابستہ کر لیتے ہیں، اور اس طرح ان میں وہ بدمزگی اور ناچاقی پیدا نہیں ہوتی، جو اس اصل کو نظر انداز کرنے کی صورت میں پیدا ہو جاتی ہے۔" (خطبات النکاح جلد اول حصہ دوئم صفحہ ۲۳۹)

دوسری بات جو اس خطبہ میں غور کے قابل ہے، وہ یہ ہے کہ نکاح کے تعلقات کی غرض تقویٰ اللہ بنائی گئی ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں، کہ لوگ مختلف اغراض کے لئے متاہل زندگی کو اختیار کرتے ہیں۔ لیکن بہت کم ہیں جو اس غرض کے لئے نکاح کی ذمہ واریوں کو قبول کرتے ہیں۔ اس غرض کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص تقوی اللہ کے مقصد کے ساتھ اہلی زندگی کی بنیاد رکھے گا، تو اس کے دوسرے اغراض جو اس زندگی سے وابستہ ہیں پورے نہیں ہو سکیں گے۔ یقیناً یہ دوسرے اغراض بھی پورے ہونگے، لیکن تقوےاللہ کو اپنا مقصد قرار دیکر ذہنی طور پر انسان اپنے آپ کو ایک ایسے ماحول میں ڈال لیتا ہے، کہ اس کی کیفیات ان سب ماحولوں سے زیادہ ارفع اور بلند ہو جاتی ہیں، جو کسی دوسرے مطمح نظر کا نتیجہ ہوں۔

اگر کوئی شخص اس موقع پر یہ اعتراض کرے، کہ صرف ان ذہنی تدابیر سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا اعتراض کرنے والا یقیناً انسانی نفسیاتی قوتوں اور ان کے اثرات سے بالکل ناواقف ہے، اور وہ نہیں جانتا، کہ انسان کے مقاصد اور عزائم بطور ایک بیج کے ہوتے ہیں، جو اپنے وقت پر ضرور اپنی اپنی کیفیتوں کے مطابق بڑے عظیم الشان اور دور رس نتائج کے باعث ہوتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص اہلی زندگی کا مقصد تقوےاللہ کا حصول قرار دیتا ہے، تو ضرور ہے، کہ وہ اس مقصد کے لئے جدوجہد بھی کرے گا۔ اور وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا کی بشارت کے مطابق وہ ضرور کامیاب بھی ہوگا۔

کامیابی کے یہ ذرائع جو اُوپر بیان ہوئے بے شک، ایک حد تک انسان کی ذہنی اور قلبی کیفیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ اعمال کے لحاظ سے اس خطبہ میں دو تدبیریں اور بتائی گئی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اوّل یہ کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ اور دوئم یہ کہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔ ان تدبیروں پر عمل کرنے سے دنیاوی لحاظ سے بھی ہماری زندگی راحت اور سکون سے پُر ہو سکتی ہے۔

اوّل الذکر کی اہمیت تو واضح ہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں، کہ دنیا میں ہزاروں شادیاں ہوتی ہیں۔ اور ہزاروں گھر (Family) معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے لمبا سلسلۂ نسل چھوڑ جاتے ہیں، جس کا اثر دنیا کی تاریخ، سیاست، اور اقتصادیات پر بڑا گہرا ہوتا ہے۔ انسان کو معلوم نہیں ہوتا، کہ وہ جس گھر اور نسل کی بنیاد ڈالنے لگا ہے، وہ اپنے پیچھے کیا کیا نتائج چھوڑے گی۔ ایسی حالت میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ سو ہر شخص کا فرض ہے، کہ کسی گھر (Family) کی بنیاد ڈالتے وقت بڑی احتیاط سے کام لے۔ اور آئندہ کا حتی المقدور پورے طور پر استحفاظ کرے تاہم چونکہ انسانی علم محدود ہے، اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں استخارہ کا ارشاد فرمایا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت کی جاتی ہے اور اس کے علم اور قضاء سے مدد چاہی جاتی ہے جس سے بڑھکر کسی کا علم نہیں، اور جس سے بڑھکر کسی کی قضا نہیں۔ پھر ایسی ذات کی مدد اور مرضی کے ساتھ جو کام کیا جائے ظاہر ہے، کہ وہ کس قدر خوشیوں اور برکات کا باعث ہوگا۔ ہم جب یورپ والوں کا تعامل اس بارے میں دیکھتے ہیں، تو اسلام کے بتائے ہوئے اس اصل کی برتری اور خوبی ہمارے دل میں ایک آہنی میخ کی طرح گڑ جاتی ہے۔ اہل یورپ کی شادیوں میں وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ کے اصل کو کبھی بھی مدنظر نہیں رکھا جاتا ہے۔ اور گو الشاذ کالمعدوم کے طور پر بعض افراد اس کا خیال رکھتے ہوں، لیکن مذہبًا اور سماجًا ان کے ہاں اس اصل کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس کے نتیجہ میں اہل یورپ کی خانگی اور اہلی زندگی جس قدر تلخیوں اور ناکامیوں سے پُر ہوتی ہے، وہ محتاج بیان نہیں۔ اس کے برعکس جو راحت اور سکون خالص اسلامی گھرانوں میں ہوتے ہیں، وہ اہل یورپ کی زندگی کے ساتھ ایک بیّن اور فرحت انگیز تقابل رکھتے ہیں۔

دوسرا حکم جو ہمیں دیا گیا ہے، وہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ ایک مختصر لیکن بہت ہی وسیع الاثر نظام یعنی گھر (Family) کی ابتداء کی جارہی ہو، جس کی بنیاد ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعاون، اُنس اور ہمدردی پر ہوتی ہے، نہ کسی دستور اساسی اور قانون پر، جس قدر بھی زور قول سدید پر دیا جائے، کم ہے، اور جس قدر بھی سختی سے اس پر عمل کیا جائے تھوڑا ہے، یہ حقیقت ہے، کہ شکایتیں اور گلے وہیں پیدا ہوتے ہیں، جہاں توقعات اور امیدیں وابستہ ہوں، جو بعد میں پوری نہ ہوسکیں، اور ان توقعات اور امیدوں کا باعث ہمیشہ ایسا ہی قول ہوتا ہے جو سدید نہ ہو، اسی لئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر اس آیت کو پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے، جبکہ دو فرد ایک ایسا عہد کر رہے ہوتے ہیں، جو زندگی بھر قائم رہنے والا اور زندگی کے بعد بھی اپنے اثرات چھوڑنے والا ہوتا ہے۔

خانگی اور اہلی زندگی کو خوشگوار اور دائمی راحت کا باعث بنانے کے لئے جو یہ ذرائع اُوپر بیان کئے گئے ہیں، بطور بنیاد اور اساس کے ہیں، اور ان پر عمل کرنے میں کامیابی یقینی ہے، اسی لئے خطبہ ان الفاظ کی بشارت کے ساتھ ختم ہوتا ہے فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ ان بنیادی اصول اور احکام کی تشریح اور تفصیل کی طرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار اقوال اور فرمان ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ مثلاً انتخاب زوج کے متعلق آپ نے یہ ہدایت دی، کہ عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ یعنی دیندار عورت کا انتخاب کرو، اور مخصوص اوقات کے لئے آپ نے یہ دُعا سکھائی کہ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا۔ یعنی اے اللہ! ہمیں بھی شیطان سے بچائیو اور ہماری اولاد کو بھی۔ پھر بچّے کے پیدا ہونے پر اس کے کان میں اذان دینے کی تاکید فرمائی۔ اور بڑے ہونے پر اس کی تربیت کے اہتمام کا حکم فرمایا۔ اور چونکہ عام طور پر لوگ لڑکیوں کی تعلیم سے غافل ہوتے ہیں، اس لئے آپ نے اس بشارت کے ساتھ اس کی تحریص دلائی، کہ جو شخص اپنی لڑکیوں کو اچھی تعلیم و تربیت دلائے گا، اللہ تعالےٰ جنت میں اس کے لئے گھر بنائے گا۔ پھر آپ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ رافت اور نرمی اور عورتوں کو مردوں کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ تعاون کا حکم دیا، اور فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ۔ نیز فرمایا، کہ جو شخص لقمہ توڑ کر اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے، تو وہ ثواب کماتا ہے۔ پھر آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے فرمایا کہ دس میں نو نیکیاں کسب حلال اور اہل وعیال کی پرورش میں ہیں، اور ایک عبادت وغیرہ میں۔ غرض ایسی مفصّل اور پُرحکمت تعلیم ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر کے متعلق دی ہے کہ وہ ہماری تمام ضروریات پر حاوی ہے، اور ہماری کامل رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ ہاں آپ نے صرف یہی نہیں کیا، کہ ایک تعلیم دیدی اور بس۔ بلکہ آپؐ نے اس پر عمل کر کے ہمیں دکھایا، اور اپنے مطہر اصحاب سے بھی اس پر عمل کرایا، تا ہم جیسے ضعیف انسانوں کے لئے انفرادی اور جماعتی ہر دو پہلوؤں سے کامل نمونہ ہر وقت پیش نظر رہے، سچ ہے:۔

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے

اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ کا یہ احسان ہے، کہ اُس نے ہمارے اندر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب اور بروز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، اور اس دینِ محمدی کو جسے مسلمان کلّیتہً فراموش کر چکے تھے، از سرِ نو زندہ کیا، پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اللہ تعالےٰ نے ہم پر یہ احسان کیا، کہ ہمارے اندر ایسی خلافت جاری فرمائی، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی صحیح جانشین ہوئی۔ اور جس قدرتِ ثانیہ کے پہلے مظہر نے ہم کو شریعت اسلامیہ پر چلایا، اور ہماری رہبری فرمائی، اب اس کے دوسرے مظہر نے یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے اہلی زندگی کے متعلق احکام کو ہمارے لئے اتنا واضح کر دیا ہے، اور اس ضمن میں اسلامی تعلیم کو اتنا برتر اور اعلیٰ ثابت کر دیا ہے، کہ ہماری آنکھیں دنیا کے سامنے نہیں جھکتیں، اور ہمارے دل کی گہرائیوں سے یہ دُعا نکلتی ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَاٰلِ عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَعَلٰی خُلَفَائِھِمَا کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معرکۂ روح وبدن

تحریک سوشلزم پر ایک نظر

(۴)

(از "ذاکر عجمی")

ایک غلط فہمی کا ازالہ:۔ پچھلی فصل میں سوشلزم کے چند امتیازات کی تشریح کی گئی ہے، جو سوسائٹی کی سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی پر حاوی ہیں۔ سوشل زندگی میں سوشلزم ایسے مدارج اور مراتب کو مٹانا چاہتی ہے، جو درہم و دینار کی کمی وبیشی پر مبنی ہیں۔ وہ تونگری اور فقیری کی خلیج کو پاٹ کر سوسائٹی کے کے افراد کو انسانیت کی ایک سطح پر کھڑا کرنا چاہتی ہے۔ اس کا نصب العین سماجی مساوات قائم کرنا ہے۔ اس کے حصول کے لئے وہ سیاسیات میں موثر اور بسیط اصلاح کرنا چاہتی ہے۔ اس کو انفرادیت سے بَیر اور عناد ہے۔ وہ ایسی آزادی اور حُریّت کو قاطع مساوات تصوّر کرتی ہے، جس کے بل بُوتے پر چند افراد یا سوسائٹی کے چند طبقے زمام کار اور امور مملکت پر حاوی ہو جائیں، اور قانون کی آڑ میں "زیردست" جماعتوں کو ابھرنے نہ دیں۔ تحریک سوشلزم کے آغاز تک آزادی کا ایک ہی مفہوم جاری اور ساری تھا۔ اور وہ یہ کہ ہر آدمی، اپنے اپنے دائرہ عمل میں آزاد اور گسستہ مہار رہے۔ اور اگر چند افراد اپنی قوتِ بازو سے یا مال ومنال کے زور سے فائق اور غالب ہو جاتے ہیں، اور دوسرے باوجود خداداد قابلیتوں کے محض وسائل حیات کی قلت سے محتاج اور پسماندہ رہ جاتے ہیں، تو یہ عین اقتضائے فطرت ہے۔ الغرض وکلاءِ انفرادیت کے نزدیک مقابلہ اور مسابقت ہی سماجی زندگی کی رُوح ہے۔ اور اگر بعض افراد اس مجادلہ آرائی میں ناکام رہتے ہیں، تو یہ ان کا اپنا قصور ہے، نہ کہ ان افراد کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو اس پیکار میں کامیاب و کامران ہیں۔ بادی النظر میں یہ اصول بڑا جاذب اور صالح معلوم ہوتا ہے لیکن حامیانِ سوشلزم نے اِس کی مخفی خامیوں کو طشت از بام کیا، انہوں نے حالات کا جائزہ لیا اور سوسائٹی کی روز افزوں اخلاقی پستی اور غربت و افلاس کے بواعث کا تجزیہ کیا، تو اُن پر یہ بات واضح ہوئی، کہ سوسائٹی کا قیام و ثبات اور افراد کی باہمی آویزش دو متضاد چیزیں ہیں۔ مقابلہ اور مجادلہ کو اصولِ زندگی تسلیم کرنا سوسائٹی کے وجود سے انکار کے مرادف ہے۔ سوسائٹی تو اسی صورت میں سوسائٹی کہلا سکتی ہے، جبکہ اس کے افراد میں یکجہتی، یکرنگی اور یک آہنگی ہو۔ ان کے اعمال اور مقاصد میں ربط ہو، وہ سب ایک لڑی میں منسلک ہوں، اور ایک ہی مطمح نظر کے حصول کے لئے ایک ہی شاہراہ پر گامزن ہوں۔ اگر اس کے برعکس ان کے مفاد میں پیکار و تضاد ہو، اور اعمال میں روحِ رقابت کارفرما ہو، ایک فرد کی کامیابی دوسرے کی ناکامی پر منتج ہو، تو یہ سوسائٹی نہیں بلکہ ایسے افراد کا ہجوم ہے، جو آپس میں برسرِ پیکار ہیں۔ یہ ہجومی صورت اسی وقت مٹ سکتی ہے جب سماج کو مقدم اور افراد کو مؤخر کیا جائے۔ انفرادی مفاد سماجی مفاد کے تابع ہو۔ اگر چند افراد یا چند طبقوں کی روشِ زندگی اور سرگرمیاں اس انداز کی ہیں، کہ وہ سماجی زندگی کی نقیض ہیں اور دوسرے طبقے حقوقِ زندگی سے محروم ہو رہے ہیں، تو ایسے افراد یا طبقوں کو قانون کی قوّت سے سماج کے تابع کرنا چاہیئے۔ سوشلزم کا یہ بنیادی اصول ہے، کہ سماج کو افراد پر فوقیت حاصل ہے، اور تمام قوانین بھی اسی اصول کی ماتحتی میں بنتے اور نافذ ہوتے ہیں۔

چند ظاہری مشابہتوں کی بناء پر بعض اور تحریکوں کو سوشلزم کا نام دیدیا جاتا ہے، اگر سوشلزم کی خصوصیات مذکورہ پیشِ نظر رہیں، تو یہ التباس پیدا نہیں ہو سکتا۔ بایں ہمہ دانستہ یا نادانستہ کسی فرعی مماثلت کو وجہ التباس بنا لیا جاتا ہے اور کئی ایک ایسی تحریکیں ہیں، جن کو سوشلزم سے محض ایک نسبت بعیدہ ہے، اور وہ سوشلزم متصوّر ہوتی ہیں۔ مثلاً دہریّت، لادینی، مادیّت، جمہوریت اور آزاد محبت کو سوشلزم کے نام سے پکارا جاتا ہے، یا ان کو سوشلزم کی اساس تصوّر کیا جاتا ہے۔ بے شک سوشلزم میں خدا کے عقیدے کی کوئی جگہ نہیں۔ اس تحریک کے لیڈر دہریئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بے دین تھے اور ہیں۔ وہ مذہب کو وحشت اور بربریّت گردانتے ہیں۔ وہ مادی زندگی سے علاوہ کسی اور زندگی کے قائل نہیں۔ وہ مادہ کے علاوہ کسی ذی القوۃ المتین ہستی کو مدبّر الامر نہیں مانتے۔ وہ رُوح کی ابدیّت اور ازلیّت کے منکر ہیں۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے، مگر فقط رُوحانیت سے انکار اور مذہب کی مخالفت سوشلزم نہیں ہے۔ ایک دہریہ یا لاادری یا ناستک لازمی طور پر سوشلسٹ نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب تک وہ سوشلزم کے سوشل، سیاسی اور معاشی اصول کا قائل اور حامی نہ ہو۔ اب تو ایک ایسا طبقہ پیدا ہو رہا ہے، جو سوشلزم کا حامی ہے، مگر مذہب کا منکر نہیں، بلکہ اشتراکی اصولِ مساوات کو مذہب کا جزوِ لاینفک سمجھتا ہے۔ اور جدید توجیہات سے مذہب کو اشتراکیت کا حامی ثابت کر رہا ہے۔ سوشلزم میں اساسی اور بنیادی چیز خدا سے انکار یا مذہب سے پیکار نہیں، بلکہ اس کا مرکزی اصول یہ ہے، کہ سرمایہ داری کو مٹا کر سماج میں وحدتِ عمل پیدا کی جائے اور پیداوارِ دولت اور تقسیمِ دولت کو اس طرح عمل میں لایا جائے، کہ ظالمانہ تفاوت اور غیر منصفانہ مدارج معدوم ہو جائیں۔

اسی طرح جمہوریت کو سوشلزم سمجھنا بھی فاش غلطی ہے۔ یہ نظامِ حکومت امریکہ اور انگلینڈ میں رائج ہے۔ مگر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا، کہ وہاں سوشلزم کا دَور دَورہ ہے۔ اسی جمہوریت کی پناہ میں وہاں سرمایہ داری پورے زوروں پر ہے۔ کیونکہ جمہوریّت افراد کو صرف سیاسی آزادی بخشتی ہے ہر ایک کو ووٹ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ مگر پیداوار اور تقسیمِ دولت سرمایہ داروں کے رحم و کرم پر موقوف ہے۔ یہ برائے نام سیاسی آزادی اقتصادی غلامی میں گُم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور مزدور طبقہ بطورِ حق کے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اگر سرمایہ داروں نے کچھ مراعات بخشی ہیں، اور اوقاتِ کار اور اجرتِ کار میں کمی بیشی کی ہے، اور مزدور انجمنیں قائم ہوئی ہیں، تو یہ سب بلکہ بھی سوشلزم نہیں کہلا سکتے۔ یہ سب اصلاحات سرمایہ داروں کے ہتھکنڈے ہیں، نہ کہ سوشلزم کا آغاز۔ ان سے مطمئن ہو کر مزدور اپنے حقوق سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کارخانوں میں مزدوروں کے لئے چند آسانیوں اور سہولتوں کو فراہم کرنا کسی صورت میں بھی سوشلزم نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوشلزم کا آغاز تو اس کے سلبی پہلو کے ظہور سے ہوتا ہے۔ یعنی پیشرو نظام معاشیات کو پہلے منسوخ کیا جائے۔ اس کے بعد اس کے کھنڈرات پر اشتراکی اصول کے ماتحت سماج کی تعمیر کی جائے۔ جو اصلاحات یا ترمیمات سرمایہ داری کو علی حالہ چھوڑ دیتی ہیں، وہ نہ اشتراکیت کے نام سے موسوم ہو سکتی ہیں، اور نہ وہ اشتراکی اصلاحات کہلانے کی مستحق سمجھی جا سکتی ہیں۔

اسی طرح آزاد محبت کو اشتراکیت سمجھ لینا غایت درجہ کی بے خبری ہے۔ روس میں اشتراکی نظام کے قیام سے سوسائٹی میں بعض بدعنوانیاں پیدا ہو گئیں، اور عقد و فسخ نکاح بازیچۂ اطفال سمجھا جانے لگا۔ مگر اس سے یہ استنباط نہیں ہو سکتا، کہ جنسی تعلقات کی بے قاعدگیاں اشتراکیت کے اصول ہی سے ہیں۔ اشتراکیت ان سے بالکل ممیز ہے۔

اجتماعی ملکیت اور سوشلزم:۔ ان کے علاوہ دو اور ایسی تحریکیں ہیں، جو بڑی آسانی سے اشتراکیت کے ساتھ ملتبس ہو سکتی ہیں۔ وہ Collectivism یعنی اجتماعی ملکیت اور کمیونزم (اشتمالیت) ہیں۔ جو لوگ لاعلمی سے اشتراکیت کو محض امداد باہمی کا اصول سمجھتے ہیں، وہ اجتماعی ملکیت کو اس سے الگ نظام نہیں سمجھتے۔ اجتماعی ملکیت کی روشن مثالیں ریل، ڈاکخانہ، بنک، واٹر ورکس، ٹیلیگراف ٹکسال اور دیگر اسی نوع کے ادارے ہیں۔ یہ کسی شخص واحد کی ملکیت نہیں ہوتے۔ ان پر حکومت کلّی طور پر قابض ہوتی ہے۔ اور کوئی بڑے سے بڑا سرمایہ دار ان کے چلانے میں شریک و سہیم نہیں ہوتا۔ ان میں تمام کارندے حکومت کے مشاہرہ دار ہوتے ہیں۔ ان سے جو نفع حاصل ہوتا ہے، وہ حکومت کے خزانے میں داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو خسارہ ہوتا ہے، اس کا بار بھی حکومت کے خزانے پر پڑتا ہے۔ محض اس وجہ سے کہ ان اداروں میں شخصی سرمایہ کارفرما نہیں ہوتا، یہ اشتراکی ادارے نہیں کہلا سکتے۔ ان کو اس انداز پر چلانے سے حکومت کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا، کہ وہ سرمایہ داروں کو ضعیف کر کے ملک کے منفعت بخش کاروبار کو اشتراکی ڈگر پر چلائے۔ بلکہ ان کی نوعیت ہی اس طرح کی ہے، کہ یہ اسی صورت میں سود مند ہو سکتے ہیں، کہ ان کے چلانے میں مقابلہ و مسابقت نہ ہو۔ جہاں مقابلہ آیا، وہیں ان کی افادیت مفقود ہو گئی۔ بڑے تلخ تجارب سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد حکومت اور رعایا اس نتیجہ پر متفق ہوئے، کہ ان اداروں میں پرائیویٹ افراد کا کوئی دخل نہ ہونا چاہیئے۔ جن لوگوں نے انگلستان کی تاریخ معاشیات کا مطالعہ کیا ہے، وہ اچھی طرح جانتے ہیں، کہ جب تک نوٹ اور سکّہ بنانے کا حق مختلف بنکوں کو تفویض تھا، آئے دن ملک میں معاشی فتور و فساد برپا رہتا تھا، اور کئی بنک دیوالیہ ہو جاتے تھے۔ اور کثیر التعداد لوگ، بنکوں کے ٹوٹنے سے مفلوک الحال ہو جاتے تھے۔ اور حکومت کو بھی شدید صدمہ پہونچتا تھا۔ اقتصادی آفات کے تسلسل نے نظامِ کرنسی (Currency) کے بودہ پن کو بے نقاب کیا، اور حکومت کو مجبوراً اسے اپنے ہاتھ میں لینا پڑا۔ یعنی واحد ملکیت کو نافذ کرنا پڑا۔ یہی حال دوسرے اداروں کا ہوا۔ اور یہ سب اس وقت اور اس زمانے میں ہوا، جب اشتراکیت معرضِ وجود میں بھی نہیں آئی تھی۔ سرمایہ دار خود حکومت کی ملکیّت کُلّی پر رضامند تھے۔ حالانکہ اشتراکیت کا نقطۂ آغاز یہ ہے، کہ سرمایہ داری کا استیصال کیا جائے۔ اس کا وجود سرمایہ داروں کی موت ہے۔ اس کے علاوہ یہ چند مخصوص اداروں پر بس نہیں کرتی، بلکہ ہر قابلِ ذکر کاروبار کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہے، یہ بات دوسری ہے، کہ اس کے رہنما تدریج کو تعجیل پر ترجیح دیتے ہیں۔ بے شک یہ سرمایہ داروں کے املاک کو غصب نہیں کرتے۔ مگر ان کو اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے، کہ وہ مقررہ معاوضہ لینے پر اپنا سارا کاروبار حکومت کی تحویل میں دیدیں۔ اور آپ اس میں ماجور مزدور کی حیثیت سے کام کریں۔ اس کے برعکس Collectivism یعنی اجتماعی ملکیت کے کسی اصول کا سرمایہ داروں سے تصادم نہیں ہوتا، بلکہ یہ سرمایہ دار ہی ہوتے ہیں، جو ان اجتماعی اداروں سے زیادہ مستفیض ہوتے ہیں ایک کارخانہ دار ریل، ڈاک اور ٹیلیگراف سے جتنا فائدہ اٹھاتا ہے، وہ ایک غریب کو کبھی نصیب نہیں ہوتا، بلکہ یوں کہنا چاہیئے، کہ عوام کو ان کی اتنی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

اس کے علاوہ ایک اور بات ہے، جو اجتماعی ملکیت اور اشتراکیت میں خطِ فارق کی حیثیت رکھتی ہے، وہ یہ کہ ان تمام اجتماعی اداروں میں اجرت کی تعیین کا اصول سراسر سرمایہ دارانہ ہوتا ہے اور مشاہروں میں اتنا تفاوت ہوتا ہے کہ سرمایہ داری پوری شان سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاوہ ان میں ملازم رکھنے کا اصول بھی اشتراکیت سے کوسوں دُور ہوتا ہے۔ ان میں معقول مشاہرہ پانے والے زراندوزی کے عمل سے خود سرمایہ دار ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی ملازمت کے ساتھ ساتھ یا عرصۂ ملازمت کے اختتام پر جلبِ منفعت کے دوسرے کاروبار شروع کر دیتے ہیں، اور قوت لایموت پانے والے ملازم ہمیشہ افلاس کی سطح پر زندگی بسر کرتے ہیں، اور ان کی اولاد بھی اسی ہمت شکن ماحول میں پیدا ہوتی اور مرجاتی ہے۔ اور سوسائٹی میں بہیمانہ تفاوت کا منظر قائم رہتا ہے۔ الغرض اجتماعی ملکیت کا مقصد معاشی اصلاح نہیں، بلکہ یہ مصلحتِ وقت کی پابند ہے۔ اقتضاء زمانہ کے ساتھ ساتھ حکومت اپنے اختیار کو وسیع کرتی چلی جاتی ہے۔ اور کلیدی نوع کی صنعت و حرفت کو اپنے قبضہ میں کر لیتی ہے۔ لیکن اس توسیع اقتدار سے سرمایہ داری کے غلبے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اگر ان تمام حکومتی اداروں کا غائر مطالعہ کیا جائے، تو فوراً معلوم ہو جائے گا، کہ ان سے ملک کو وہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جو ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حکومت کی ہیئتِ ترکیبی میں سرمایہ داری مضمر ہوتی ہے، اور اس کے اربابِ حل و عقد تمام حکومتی کاروبار کو سرمایہ دارانہ انداز سے چلاتے ہیں جس سے بالآخر ان کو خود فائدہ ہوتا ہے اور عامۃ الناس ویسے کے ویسے محروم رہتے ہیں۔ یہ صریح غلطی ہوگی اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ میدانِ صنعت و حرفت میں حکومت کی مداخلت سے سرمایہ داری کا میدانِ عمل تنگ ہو جاتا ہے، اور ان کے ذرائع جلبِ منفعت محدود ہو جاتے ہیں۔ یہ تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے، کہ پہلے سے تمام انواع و اقسام کے کاروبار دو عنوانوں میں منقسم ہوں، ایک حکومتی اور دوسرا نجی۔ اگر ایسا ہو، تو ایک کی توسیع سے دوسرے میں لازمی طور پر تخفیف ہو جائے گی۔ اگر ایسا ہوتا، تو یقیناً سرمایہ دار اجتماعی ملکیت سے کمزور ہو جاتے۔ اور ان کی دراز دستیاں برابر گھٹتی چلی جاتیں، اور انجام کار ان کی نجی تجارتیں بطور ضمیمہ کے رہ جاتیں۔ لیکن صورتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ کاروبار کی دنیا میں کوئی معین اور ابدی تقسیم نہیں، بلکہ آئے دن نئی شاہراہیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اور نئی سے نئی معاش کی صورتیں منصۂ شہود پر آتی رہتی ہیں۔ اور سرمایہ دار دانش و دولت سے ترقی پذیر ہو کر بہت گیرائی حاصل کر لیتا ہے۔ مثلاً ایجنسی کے کام کو لیجیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کو دولت آفرینی سے کوئی براہ راست واسطہ نہیں۔لیکن تدریجی نشوونما سے یہ تمام دُنیا پر حاوی ہو گیا ہے۔اور کاروباری دُنیا کی رونق اور سرگرمیاں اس کی بدولت قائم ہیں۔اور یہ حکومت کے دستِ تصرّف سے آزاد ہے۔حالانکہ تقسیم دولت کا ایک مؤثر آلہ ہے۔جب تک نجی کاروبار کو قانوناً بند نہ کیا جائے، محض اجتماعی ملکیت کا اصول معاشی خوشحالی کا ضامن نہیں ہو سکتا۔بڑی وسیع اور ہمہ گیر صنعتوں کو اپنے قبضے میں لینے کے بعد حکومت سرمایہ داروں کے توسنِ فکر کو ایسے میدانوں اور وادیوں میں آزاد چھوڑ دیتی ہے، جن میں نقصان کا خدشہ کم اور ترقی کی امید زیادہ ہوتی ہے۔اور وہ کام براہ راست حکومت کے منصوبہ کام سے مستفیض ہو رہے ہوتے ہیں۔اس کے برعکس حکومت جن کاموں پر ہاتھ ڈالتی ہے، ان میں اس کو اتنا سرمایہ غرق کرنا پڑتا ہے، جو بڑے سے بڑے سرمایہ دار کو بھی متذبذب کر دیتا ہے۔اور آجتک کوئی مثال نہیں ملتی، جب سرمایہ داروں نے ریل، ڈاکخانہ، ٹیلی گراف، ٹکسال اور دیگر ایسے اداروں کو حکومت کے قبضے میں چلے جانے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہو۔بلکہ قانون ساز ایوانوں میں سرمایہ داروں کی اکثریت قانون کو اسی جانب چلاتی ہے۔حالانکہ جب ملک کے کاروبار میں اشتراکیت کا خفیف سا رنگ پیدا ہونے لگے، یا اس کے لئے ملک کے سوادِ اعظم سے اس کا مطالبہ ہو، تو اربابِ اختیار نعل در آتش ہو جاتے ہیں۔اور آلاتِ تعزیر کو جنبش دیکر اس اصلاحی تحریک کو نذرِ دار و رسن کر دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں اجتماعی ملکیت کو اشتراکیت متصوّر کرنا ایک لغوی اور علمی مغالطہ ہے، اور جب تک ان کے درمیانی اختلاف کو واضح نہ کر لیا جائے، کسی ایک کے حسن و قبح کی تمیز بھی نہیں ہو سکتی۔اس صریح مغالطہ کی منظم نشر و اشاعت کرنے کا سہرا انگلستان کی فبین سوسائٹی (Fabian Society) کے سر ہے، اس کے مایۂ ناز اور مشہور عالم قائد سڈنی وب اور بیٹرس وب (Beatrice webb اور Sydney Webb) اور "برنارڈ شا" ہیں۔دُنیائے تصنیف و تالیف میں ان کا پایہ بلند ہے۔ان کی تحریرات کو ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔یہ کارل مارکس کی معاشی شریعت کے اسرار و غوامض کے محرم ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور در پردہ قائل بھی ہیں، مگر زمانہ اور ماحول کی مصلحتوں سے مجبور ہو کر انہوں نے بہت تحریف و تلبیس کی ہے، اور مارکس کی آتشین اور انقلابی تحریک پر اعتدال اور رجعت پسندی کا نقاب چڑھا دیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس خیال کی تبلیغ کی ہے، کہ اجتماعی ملکیت ہی اشتراکیت ہے۔ اور اقتصادی فلاح کے لئے یہ بس کرتی ہے۔ یہ غصب و ضبط کو مذموم خیال کرتے ہیں، کیونکہ اس سے امن تباہ ہوتا ہے۔ یہ مقابلہ کو جائز خیال کرتے ہیں۔ یہ نجی کاروبار کے مخالف نہیں ہیں۔ اور نہ اس بات کے مؤید ہیں کہ حکومت ہی خود قانون سے فوری کوئی تغیر پیدا کر دے۔ ان کا عقیدہ ہے، کہ حالات کی رو غاصبانہ سرمایہ داری کے خلاف ہے۔ جس طرح نظام جاگیرداری دستبرد زمانہ سے مٹ گیا، اسی طرح سرمایہ داری بھی مرورِ زمانہ سے اپنی قوت سے محروم ہو جائیگی۔ اور جو نظام خود بخود انحطاط کی منزلیں طے کرتا ہوا سکراتِ موت کی طرف گامزن ہے، اس کی موت و تباہی کو انقلاب سے وقوع میں لانا خطرناک ہوگا۔ اور سماج کو ایسا نقصان پہونچے گا، جس کی تلافی کرنا اشتراکی مصلحین کے لئے بھی ناممکن ہو جائیگا۔

کمیونزم اور سوشلزم:۔ جس طرح اجتماعی ملکیت اور سوشلزم میں جعلی مشابہت معلوم ہوتی ہے، اور ایک عامی انسان فیبین سوسائٹی کے مبلغوں کی چرب زبانی سے دھوکا کھا کر دونو تحریکوں میں مابہ الامتیاز نہیں دیکھ سکتا، اسی طرح کمیونزم اور سوشلزم میں اکثر التباس ہو جاتا ہے۔ میں نے پہلے کسی موقعہ پر ان کے فرق پر سرسری روشنی ڈالی ہے، لیکن اس میں محض ضمنی رنگ تھا، اس موقعہ پر جبکہ سوشلزم اور دوسری معاشی تحریکوں کے تباین و تخالف کا موضوع زیر بحث ہے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ کمیونزم (اشتمالیت) اور سوشلزم (اشتراکیت) کے باہمی اختلاف پر سیر کن بحث کروں، تاکہ یہ ایک دوسرے سے متمائز ہو جائیں۔ اس تفصیلی بیان کی ضرورت کچھ اس وجہ سے بھی ہے، کہ نہ صرف روزمرہ گفتگو میں بلکہ تحریروں میں بھی ان دونوں اصطلاحات کو غیر ذمہ دارانہ طور پر استعمال کیا جاتا ہے، اور ان کے امتیازی اوصاف عام نظروں سے اوجھل رہتے ہیں، حالانکہ یہ ایک کھلا راز ہے کہ انگلستان میں لیبر پارٹی کو سیاسی فضیلت حاصل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دو دفعہ جنگِ عظیم کے بعد یہ پارٹی حکومت بھی کر چکی ہے۔ اس کا نصب العین اور اصولِ کار سرمایہ داروں سے مختلف ہیں۔ کیونکہ ان کی اصلاح کا میلان اشتراکی ہے۔ بایں ہمہ کمیونسٹوں پر اس پارٹی کے دروازے بند ہیں۔ یہی وجہ ہے، کہ کمیونسٹوں نے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنائی ہوئی ہے۔ اور اگر لیبر پارٹی کا کوئی رکن اشتمالی رجحان کا اظہار کرے، اور انقلابی لائحۂ عمل کو ترجیح دے، تو اس کو فوراً پارٹی سے نکال دیا جاتا ہے۔ یہ حالات اس بات کا ناقابلِ انکار ثبوت ہیں، کہ سوشلزم اور کمیونزم میں مغائرت ہے۔ اور علمی زاویۂ نگاہ سے دیکھنے والا اور مطالعہ کرنے والا اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ لینن نے اپنی کتاب State and Revolution میں اس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ جو چیز عام طور پر سوشلزم سمجھی جاتی ہے، وہ کارل مارکس کے نزدیک کمیونسٹ سوسائٹی کی ابتدائی اور ادنیٰ شکل ہے، اور طویل ارتقاء کے بعد سوشلزم کمیونزم کے درجے تک پہونچتی ہے، ان میں اتنا ہی فرق ہے، جو جرثومہ تولید اور کامل انسان میں فرق ہوتا ہے۔ کمیونسٹ نظام من کل الوجوہ ایسا نظام ہے، جو مارکس قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس کے خدوخال میں سرمایہ داری کا کوئی شائبہ تک بھی نہیں تھا۔ اس کے برعکس سوشلزم اس کے لئے بمنزلہ ہیولیٰ کے ہے۔ اس کے نقش و نگار میں سرمایہ داری کا کچھ نہ کچھ رنگ و روغن ضرور نظر آجاتا ہے، مگر زندہ سوشلزم وہی ہوگی، جو کمیونزم کی سٹیج سے پہلے کسی نقطہ پر قرار پذیر نہ ہو۔ جہاں یہ ساکن ہوئی، وہیں اس میں جمود و تعطّل کا عارضہ پیدا ہو جائے گا، اور سرمایہ داری خود کر آئیگی۔ جو سوشلزم کمیونزم پر آکر ختم نہیں ہوتی وہ حکومتی سرمایہ داری (State Capitalism) ہو کر رہ جاتی ہے، اور سماجی زندگی پر اس کے اثرات تقریباً ویسے ہی ہوتے ہیں، جیسے قدیم سرمایہ داری کے

کمیونزم اور سوشلزم میں اقتصادی، سیاسی اور سوشل اختلافات مندرجہ ذیل ہیں :-

پہلا فرق یہ ہے، کہ سوشلزم صرف زمین اور سرمایہ کی نجی ملکیت کے اصول کو منسوخ کرتی ہے باقی اشیاء میں اس اصول کا وجود و قیام اس کے اصول سے متعارض خیال نہیں کیا جاتا۔ اس کے برعکس کمیونزم نجی املاک کو سرے سے اُڑا دیتی ہے، اور کمیونسٹ نظام میں کوئی شخص کسی چیز کو بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی ذاتی مِلک نہیں سمجھ سکتا۔ اس کا اثاث البیت بھی اس کی جائیداد متصوّر نہیں ہوتا۔ اصول اشتراک کو انسانی زندگی کے ہر ممکن پہلو پر مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ یہ اسی غلوّ کا نتیجہ ہے کہ کمیونزم کے معترضین نے یہاں تک کہہ دیا ہے، کہ بیوی اور بچوں میں بھی اشتراک کی مقتضی ہے۔ اور جو سوسائٹی اس کے اصول پر استوار ہوتی ہے، اس میں ازدواجی تعلقات کی وہ نوعیت نہیں ہوتی جو عام طور پر معروف ہے۔ اسی طرح والدین اور اولاد کا رشتہ بھی اشتراک کی نشتر سے منقطع نہیں، تو ضعیف ضرور ہو جاتا ہے۔ کمیونسٹ ملک میں خاندانی زندگی حقیقت اور عملیّت سے معرّا ہوتی ہے اور محبت و قرابت سُراب ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جہاں یوم ولادت سے ہی بچے پبلک دایہ خانوں میں داخل کر دیئے جائیں، اور ان کی پرورش اور تربیت کا سارا بوجھ حکومت کے دوش پر ہو، اور ماں باپ محض دیکھنے کے ہی مجاز ہوں، وہاں فیملی زندگی کیسے ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں نے اس معاشی بدعت کی کارستانیوں اور فسوں سازیوں کو روحانی پہلو سے مطالعہ کیا ہے، وہ یہ کہتے میں حق بجانب ہیں، کہ کمیونزم میں ایک فرد کی رُوح بھی اپنی روح نہیں ہوتی۔ الغرض کمیونزم زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہوتی ہے، مگر سوشلزم صرف آلاتِ پیدائش دولت کو مشترک ملکیّت قرار دیتی ہے۔

دوسرا فرق تقسیم دولت سے متعلق ہے۔ سوشلزم ہر کام کرنے والے کو اس کے کام کی نوعیت و مقدار کے مطابق معاوضہ دیتی ہے۔ اس میں انفرادیت کا عنصر پایا جاتا ہے۔ کمیونزم ہر ایک کو اس کی ضروریات و حاجات کے مطابق اُجرت دیتی ہے۔ کام کی مقدار کو مزدوری کے تعیّن میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ رامزے میکڈانلڈ اپنی کتاب تحریک اشتراکیت (The Socialist Movement) میں رقمطراز ہے، کہ کمیونزم اس مفروضے پر مبنی ہے، کہ دولت کا ایک مشترکہ ذخیرہ ہے، اور سماج کے ہر فرد کو اجازت ہے، کہ وہ اپنے حقّ آسائش زندگی کی تکمیل کے لئے اس ذخیرے میں سے جتنا چاہے لے لے۔ اس کی محنت اس کی مُزد پر کوئی اثر نہیں رکھتی۔ کمیونزم اور سوشلزم میں اجرت کا یہ اصول بھی بنیادی اختلاف کی حیثیت رکھتا ہے۔ سوشلزم کا اصول یہ ہے، کہ ایک آدمی سے اس کی صلاحیتِ کار کے مطابق کام لیا جائے، اور اس کو اس کے کام کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطابق اجرت دی جائے۔ کمیونزم اس پر صاد کرتی ہے، کہ ہر آدمی اپنی اہلیت و قابلیت کے مطابق کام کرے، مگر اس کے نزدیک اجرت کی تجویز کے وقت اس کی ضروریات کو ہی دخل ہو، اور اجرت اس کی ضروریات کی کفیل ہو سکے۔ لینن بھی یہ کہتا ہے، کہ مزدوری کو محنت کے مطابق دینا سرمایہ داری کی ایک جلی صورت ہے۔ لیکن وہ مصلحتِ وقت کو نظر انداز نہیں کرتا، وہ اس بات کا حامی ہے، کہ عبوری عرصہ میں مزدوری کو اسی اصول کے مطابق دینا ضروری ہوگا۔ ہاں جب نظامِ کمیونزم درجۂ کمال کو پہونچ جائے، اس وقت مزدوری ضروریات کو مدّنظر رکھکر دینی چاہیئے۔ چونکہ اس اُصولِ اجرت میں خطرناک نقائص تھے، جو پیدائشِ دولت پر اثر انداز ہو رہے تھے، اور اسی کی بدولت افراد سُست عناصر ہو رہے تھے، اس لئے سٹالن نے اجرت کے اصول کو سوشلزم کے اصول کے مطابق کر دیا ہے۔ اب روس میں کام کرنے والے اپنے کام کی نوعیت اور مقدار کے مطابق معاوضہ پاتے ہیں۔ اگر ضروریات کو حاکم بنایا جائے، تو اس کا لازمًا یہ نتیجہ ہوگا، کہ کارندے کام سے غافل ہو جائیں گے، اور اپنی ضروریات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرینگے، اور عملاً صورت یہ ہو جائیگی، کہ ہر ایک سے اتنا کام لیا جائے جتنی اس میں کام سے رغبت ہو، اور اس کو معاوضہ اتنا دیا جائے، جتنے کی وہ خواہش کرے۔ اگر اس کو اور اختصار سے بیان کیا جائے، تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا، کہ ہر ایک سے کچھ کام نہ لیا جائے، اور ہر ایک کو سب کچھ دیا جائے۔ اگر اس اصول کو نافذ کیا جائے گا، تو دولت کی پیداوار یک قلم رُک جائے گی، اور ملک میں قحط و افلاس کی بلا نازل ہو جائے گی۔ حیرت کا مقام ہے کہ لینن جیسا عملی رہنما اور دیدہ ور قائد جس نے حالات کی رعایت سے اپنے اُصول میں ردّ و بدل کر لیا، اور ان کو عملیت کا جامہ پہنانے میں کوشاں رہا، وہ بھی مارکس کے اصولِ اجرت کا قائل رہا۔ وہ ایک جگہ لکھتا ہے، کہ سوسائٹی کو اس بات کی ضرورت نہ ہوگی، کہ وہ اشیاء کا اندازہ لگائے تاکہ ان کی تقسیم میں سہولت ہو۔ تمام قسم کی چیزیں بافراط ہوں گی، اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق مل جائے گا۔ یہ تصوّر شیخ چلی کی خواب سے مختلف نہیں۔ آج بیس سال کے عمل کے بعد بھی کمیونزم روس میں "جنّتِ ارضی" پیدا نہیں کر سکی، جس میں ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملنے کا وعدہ لینن نے دیا تھا۔

تیسرا فرق تقسیم دولت کے اصولی فرق سے پیدا شدہ ہے۔ "یہ تبادلہ" دولت سے متعلق ہے۔ سوشلزم مسکوکات اور کرنسی کے استعمال کو ناگزیر سمجھتی ہے۔ لیکن کمیونزم کے نزدیک ان کا وجود عبث اور لایعنی ہے۔ جس طرح جنگل میں جانوروں کو اس کی ضرورت نہیں اسی طرح کمیونسٹ سوسائٹی میں بھی افراد کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا جب ہر شخص اپنی ضرورت و اشتہاد کے مطابق متمتع ہو رہا ہے، تو اس کو روپوں پیسوں کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ اگر کسی ملک میں کمیونزم بدرجۂ اتم نافذ ہو جائے، تو کرنسی کا سارا نظام بھی منسوخ ہو جائیگا۔ اور آمدنی (ماہانہ ہو یا سالانہ) کا تصور بھی مٹ جائیگا۔ اور ہر آدمی کو اس کی ضروریات کی تسکین کے لئے ملی ذخائر سے سامان مل جایا کرے گا۔ اور تہذیب اپنے موجودہ اقدار و معیار سے دستبردار ہو کر اس عہدِ عتیق کی طرف لوٹ جائے گی، جو بربریت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جب تک سوشلزم رہتی ہے، تہذیب و تمدن میں کوئی گہرا اختلال واقعہ نہیں ہوتا۔ یہ اپنے پیشرو نظام کی اصلاح یافتہ تصویر ہوتی ہے۔ اس میں صرف ان طور طریقوں کو بدلا جاتا ہے، جو سوسائٹی میں عدم مساوات کا رنگ پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن کمیونزم کے حامی اس پر قناعت نہیں کرتے۔ وہ سب اداروں کو تہ و بالا کر دیتے ہیں، یہی وجہ ہے، کہ کرنسی اور مسکوکات بھی ان کی انقلابی اصلاح کی نذر ہو جاتے ہیں۔

چوتھا فرق۔ پہلے تین اختلافات تو اقتصادی تھے، جو پیدائش دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت پر حاوی تھے۔ لیکن چوتھا فرق سیاسی ہے۔ اور اس کا تعلق سٹیٹ (حکومت) کے وجود اور عدم وجود سے ہے۔ سوشلزم کا کوئی اصول حکومت سے نہیں ٹکراتا، بلکہ اس کے علمبردار اس کے بقاء اور قیام کو دل سے چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک حکومت انسانی عوامل کی تدبیر کے لئے لابدی چیز ہے۔ اس کے برعکس کمیونزم حکومت کے وجود کو اپنے اصولِ معاشی کے منافی سمجھتی ہے۔ کمیونسٹ سمجھتے ہیں کہ جیسے جیسے ان کے اصول جڑ پکڑتے جائینگے، حکومت کا نظام مٹتا چلا جائیگا۔ اور اس کا کامل استیصال کمیونزم کا معراج ہوگا۔ انگلز لکھتا ہے، کہ سٹیٹ کا وجود ہمیشہ سے قائم نہیں۔ یہ غالب طبقے کا ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آلہ کار ہے۔ اور جب سوسائٹی میں طبقے اور جماعتیں مٹ جائینگی، تو سٹیٹ کا وجود فنا ہو جائے گا۔ کمیونسٹ سٹیٹ کو عارضی نظام کے طور پر گوارا کرتے ہیں۔ اور یہ اس وقت تک قائم ہے، جب تک سوسائٹی کمیونزم کے سانچے میں پوری طرح ڈھل نہیں جاتی۔ اور جب ایسا ہو جائیگا، اس وقت نہ پولیس کی ضرورت باقی رہے گی، نہ قانون فوجداری کی، اور تعزیرات اور عدالتوں کے دفتر بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ جب ہر ایک فرد کے پاس متاعِ حیات کی فراوانی ہو گی، تو تمام نوع کے جھگڑوں کا سدِّ باب ہو جائے گا۔ یہ فرق بھی اساسی اختلاف کی حیثیت رکھتا ہے، اور مذکورہ بالا امتیازات کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر واقعی تمام لوگ خوشحال ہو جائیں، اور کسی چیز کی قلت نہ رہے، اور کوئی بھی ایسا امکان نہ رہے جس سے کوئی متنفس حق آسائش زندگی سے محروم کیا جا سکے، تو حکومت اور اس کے قانونی اداروں کا مٹ جانا ناگزیر ہو جائے گا۔ کیونکہ حکومت اس اصول پر مبنی ہے، کہ سوسائٹی کے افراد کے حقوق میں ٹکراؤ کا ہر وقت امکان ہے، تجاوز اور غصب کا ہر وقت کھٹکا ہے یہ خدشہ ہر وقت لاحق ہے، کہ اعزّا و اقربا میں بھی اختلاف رونما ہو کر سوسائٹی کے امن کو برباد کر دے۔ یہ خوف بھی ہے، کہ بعض ارباب شرارت ایسے ہوں، جو سوسائٹی میں فتور ڈالتے رہیں، ان خطرات کے ازالے کے لئے ضروری ہے، کہ قانون کی سلطانی ہو، اور قانون کے وضع، نفاذ اور تعبیر کے مختلف ادارے ہوں، انہی کا نام حکومت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ فرض کر لے، کہ سوسائٹی کو کوئی خطرہ نہیں، اور افراد اتنے مرفہ الحال ہیں، کہ ان سے نقضِ امن کا کوئی خدشہ نہیں، تو وہ یقیناً یہی خیال کرے گا، کہ حکومت انسانی حیات میں حشو و زوائد کی حیثیت رکھتی ہے چونکہ کمیونزم کے حامی یہی خیال کرتے ہیں، اس واسطے وہ حکومت کے خیال سے متنفر ہیں۔ اس سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے، کہ اس معاملے میں ان کے اصول میں کوئی تضاد نہیں۔ یعنی وہ "جنت ارضی" کے خیال کے ساتھ تعزیر کے خواہاں نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ آیا کمیونزم کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ چونکہ ایسا نہیں ہو سکتا، لہٰذا حکومت کے وجود کی ضرورت اظہر من الشمس ہے، یہی وجہ ہے کہ سوشلزم حکومت کو بنظرِ استحسان دیکھتی ہے، اور اس کے استحکام و استقلال کی متمنی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوشلزم کا رجحان مطلق العنان حکومت کے قیام کی طرف ہے۔ اس کے برعکس کمیونزم انارکزم (انارجی) کی طرف مائل ہے، یعنی جب سوشلسٹ اپنے اصول کے مطابق حکومت قائم کر لیتے ہیں، تو ایسی حکومت بالکل مجاز ہوتی ہے، کہ سماجی زندگی کے تمام شعبہ جات پر حاکم و نگران ہو، اور افراد مجبور ہوتے ہیں، کہ اس کے تابع فرمان رہیں۔ اس کے برعکس کمیونزم حکومت کے تصور کو مٹانے کے لئے حکومت کے اختیارات کو سلب کرتی چلی جاتی ہے۔ اور ایک وقت ایسا آتا ہے، کہ اس کو بالکل معدوم کر دیا جاتا ہے۔ سوشلسٹوں کی ساری تان معاشی نظم و نسق پر ٹوٹتی ہے، اور کمیونسٹوں کا سارا زور "آزادی" پر ہوتا ہے۔ سوشلسٹوں کے نزدیک مثالی حکومت وہ ہے، جو زیادہ ٹیکس عائد کرے، اور زیادہ سے زیادہ اپنے خزانے کو عامۃ النّاس کے سود و بہبود پر صرف کرے۔ کمیونزم میں ٹیکس کے تصور کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ نہ کوئی حکومت ہوگی، اور نہ ہی ٹیکس لگانے کی کوئی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ افراد کو بقدر ضرورت خود بخود مل جایا کرے گا۔

پانچواں فرق مساوات کے قیام کے متعلق ہے۔ سوشلزم بے شک سرمایہ دارانہ تفاوت کو ظالمانہ اور غیر انسانی سمجھتی ہے۔ لیکن اس کے نظریۂ مساوات میں وہ ہمہ گیری نہیں جو کمیونزم میں ہے۔ سوشلزم میں قابلیت اور اختیار کے لحاظ سے مدارج کا ہونا ناگزیر ہے، وہ کوئی ایسی ہمواری اور برابری پیدا کرنا نہیں چاہتا، جس میں سب افراد باوجود اپنے مختلف دماغی اور جسمانی اوصاف کے ایک سطح پر ہوں۔ سب کی آمدنی برابر ہو۔ سب کا طرزِ زندگی یکساں ہو، اور معاشرت میں کسی قسم کی کوئی تمیز نہ ہو۔ وہ صرف ایسے اختلاف و تفاوت کو مٹانا چاہتی ہے، جس کا منبع محض ثروت و دولت کی کمی اور زیادتی ہو، اور جس کا منظر سرمایہ دار سوسائٹی میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مگر کمیونزم تمام مدارج کو یکقلم منسوخ کرنے کے حق میں ہے۔ اگر سوشلزم کے اصول میں جبری اور ہمہ گیر مساوات کا اصول شامل کر دیا جائے، تو وہ کمیونزم کی شکل اختیار کر لیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ کمیونزم کے نفاذ اور استحکام میں جبر و تشدد غالب ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سوشلزم میں ایک تدریجی اصلاح کارفرما ہوتی ہے، اور طویل عرصے کے بعد سوشلسٹ نظام پوری طرح جلوہ گر ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھٹا فرق طریقِ کار کا ہے۔ اور یہ پانچویں فرق کی فرع ہے۔ اور چونکہ باقی اختلافات علمی ہیں اور یہ فرق عمل کا ہے۔ اس واسطے یہ زیادہ نمایاں ہے۔ اور اکثر کے نزدیک تو یہی بنیادی فرق ہے، جو سوشلزم کو کمیونزم سے ممتاز کرتا ہے۔ اور باقی سارے فرق اس کے فروع ہیں۔ کچھ بھی ہو، اس سے انکار نہیں ہو سکتا، کہ ایک عامی انسان اس کو زیادہ محسوس کرتا ہے۔ چونکہ سوشلزم تدریج اور ارتقاء کی قائل ہے، اس لئے ملک کا معتد بہ حصہ بے خبری اور لاعلمی ہیں سوشلسٹ نظام اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ چونکہ کمیونزم اپنی ساری اصلاحات کو جبر و تعدّی سے نافذ کرتی ہے اس واسطے اس کی آمد روزِ اوّل سے ایک محسوس حقیقت ہوتی ہے۔ "درانتی اور ہتھوڑے" کی پہلی ضرب سے ملک میں اضطراب کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور مزدور انقلابی نعرے لگاتے ہوئے سرمایہ داروں کے مقبوضات پر قابض ہو جاتے ہیں۔ سوشلزم اور کمیونزم دونوں کا مطمح نظر تو ایک ہے مگر موخرالذکر اس کو فوری بروکار لانے کے حق میں ہے۔ اس کے لئے تشدد لازمی ہے۔ اس کے بعد کمیونزم پرولتاری فوقیت کو قائم رکھتی ہے۔ اور تمام حکومتی اداروں کو بربریت اور ظلم کی یادگار قرار دیکر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ سوشلزم کے نعرے پارلیمنٹ میں بلند ہو کر ملک کے قانون میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اور نئے قوانین کی ضرب سے ملک کی اقتصادی زندگی میں خوشگوار تبدیلی کے آثار رُونما ہونے لگتے ہیں۔ کلیدی صنعتوں پر سرکاری قبضے سے سرمایہ دار کی سطوت زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ معاشی تفاوت کم اور معاشی مساوات زیادہ سے زیادہ نظر آنے لگتی ہے لیکن کمیونزم کے نعرہائے جنگ افلاس کے کاشانوں سے اُٹھتے ہیں، اور انقلاب میں منتقل ہو کر کارخانوں اور حکومت کے ایوانوں سے جا ٹکراتے ہیں۔ گلی کوچے مقتل بن جاتے ہیں، اور تمام ملک میں ہلچل مچ جاتی ہے۔ اس عمل تخریب کے بعد تعمیر کا کام شروع ہوتا ہے۔ جب روس میں کمیونسٹ انقلاب برپا ہوا، تو یہی خونین سماں نظر آتا تھا۔ الغرض سوشلزم اور کمیونزم میں شدید اختلاف لائحہ عمل کا ہے۔ ایک ارتقاء کی حامی ہے، اور دوسری انقلاب کی علمبردار۔

سوشلزم کے آئینی اور پرامن نفوذ کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ کیونکہ کسی ملک میں اشتراکیت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروگرام عمل میں نہیں آیا۔ مگر کمیونزم کی بحرانی آمد کا نظارہ روس میں لوگوں نے دیکھا، اور قافلۂ انقلاب کے حدی خوانوں نے جو خونی ترانہ گایا، اس کی بازگشت سے روس کی فضا آج بھی مرتعش نظر آتی ہے۔ پروفیسر چارلس سرولیا نے اپنی کتاب Impressions of Soviet Russia میں اس معاشی حزنیئے (Tragedy) کے مختلف پہلوؤں کو بے نقاب کیا ہے۔ انسانی خون کی ارزانی کے نظارے کو اعداد و شمار سے واضح کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۱ پر کشت و خون کی ایک فہرست درج کرتا ہے جو سماج کے تمام طبقوں پر مشتمل ہے۔ اور اس کے مطالعے سے کمیونزم کے انقلابی میلان کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے۔ وہ فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

طبقۂ مقتولین	تعداد مقتولین
بشپ	۲۸
پادری	۱۲۱۹
پروفیسر اور ٹیچر	۶۰۰۰
ڈاکٹر	۹۰۰۰
آفیسر	۵۴۰۰۰
فوجی سپاہی	۲۶۰۰۰۰
پولیس کے سپاہی	۷۰۰۰۰
مالکان اراضیات	۱۲۹۵۰
علمی اور کسبی طبقہ	۳۵۵۲۵۰
مزدور	۱۹۳۲۹۰
کاشتکار	۸۱۵۱۰۰

ساتواں فرق جو سوشلزم کو کمیونزم سے متمائز کرتا ہے، وہ دائرہ عمل کا ہے۔ سوشلزم ابتدائً ایک ملک کو اپنی جولانگاہ بنانے پر مکتفی ہو جاتی ہے۔ لیکن کمیونزم کی نظر ساری دنیا پر ہوتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی وجہ ہے کہ وہ بیک وقت سارے ممالک میں طبقہ جاتی جنگ چھیڑ دینے کے حق میں ہے، اور ایک ملک پر قناعت کرنا اپنے مقصد کے خلاف سمجھتی ہے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں یہ فرق صاف طور پر واضح ہوگیا۔ محارب ممالک کے سوشلسٹ فوج میں بھرتی ہو کر اپنے اپنے ملک کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے۔ اس کے برعکس کمیونسٹ نہ صرف جنگ میں شریک ہوئے، بلکہ عدم شرکت کا پرچار کرتے رہے، اور قانون کی آہنی گرفت میں آگئے۔ سوشلسٹ اس داعیے سے جنگ میں کود پڑے، کہ اپنے ملک کی فلاح وصلاح باقی سب چیزوں سے بالا ہے۔ اور ملک کو بچانا ان کے معاشی عقیدے کا نقیض نہیں۔ یہ ملکی عصبیت کا مظاہرہ تھا۔ کمیونسٹ اس اصول پر جنگ سے الگ رہے، کہ یہ جنگ سرمایہ داروں کی جنگ ہے، اور یہ نظام سرمایہ داری کے باطنی تضادات سے پیدا ہوئی ہے اور اس کے لئے وہ عرصہ سے دیدہ براہ تھے۔ اب جبکہ اس کا عمل ظہور ہوا ہے، اس میں کسی رنگ میں شامل ہونا خود کمیونزم کو جھٹلانا ہے۔ سٹالین اور ٹراٹسکی میں یہی اختلاف تھا۔ اول الذکر نے برسرِ اقتدار آکر عالمگیر انقلاب برپا کرنے کے خیال کو اپنے لائحہ عمل سے خارج کر دیا، اور اس بات پر مُصر ہوا، کہ پہلے روس کی حالت کو بہتر کیا جائے۔ یہ مارکس کے اصول کی روشنی میں رجعت قہقری تھی۔ اور کمیونزم سے سوشلزم کی طرف لوٹنا تھا۔ ٹراٹسکی جو کٹر مارکسی تھا، اس رجوع سے متفق نہ ہوسکا۔ اور اسی اختلاف کی بدولت اس کو ملک سے مفرور ہونا پڑا۔ اب اس موجودہ جنگ کے آغاز سے لیکر اب تک سٹالین نے جو اقدامات کئے ہیں، ان کو دوسرے ممالک کے کمیونسٹوں نے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے۔ کیونکہ ملک گیری اور عسکری نظام کمیونزم کے نظریئے کے مخالف ہیں۔ اب روس میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ کمیونزم سے زیادہ فیسزم اور نازی ازم کے قریب ہے۔ کمیونزم مزدوروں اور سرمایہ داروں میں جنگ برپا کرنے کی حامی ہے۔ مگر ملکی جنگوں کی سخت مخالف ہے۔ سوشلزم کو بھی جنگ سے نفور ہے، اور امن کو اپنے لئے گونہ مؤید ومعین سمجھتی ہے۔ لیکن اس کی ساخت اور بافت میں "قومیت پرستی" اور "ملکی عصبیت" کی ایسی مخفی زنّاریاں ہیں، کہ جونہی کوئی معرکۂ کارزار گرم ہوا، اور ملک وقوم مخدوش ہوئے، سوشلسٹ اپنی امن پسندی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو بالائے طاق رکھکر میدان میں کود پڑتے ہیں۔ پچھلی جنگِ عظیم میں مسولینی جو مشہور سوشلسٹ لیڈر اور ایڈیٹر تھا، اور جس کی ذات سے اطالوی سوشلسٹوں کو بڑی امیدیں تھیں، اٹلی کی حفاظت کے لئے جنگ کا شدید حامی ہوگیا، اور خود شریک جنگ بھی ہوا۔ موجودہ جنگ میں بھی خود انگلستان میں ایسی روشن مثالیں ملتی ہیں۔ جب دارالعوام میں اعلانِ جنگ کا مسئلہ زیر بحث تھا، لیبر پارٹی اور سوشلسٹ پارٹی کے ممبروں نے بڑھ چڑھکر جنگ کے حق میں تقریریں کیں۔ مگر دو کمیونسٹ مسٹر میکسٹس اور مسٹر گلیشر اعلانِ جنگ کے مخالف رہے۔

سوشلزم اور کمیونزم میں یہ فرق اس واسطے اہم اور قابل غور ہے، کہ اس کی روشنی میں دونوں قسم کی حکومتوں کی خارجی پالیسی کے میلان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ الغرض کمیونزم بین المللی آئیڈیل کی وسعتوں میں کھو جاتی ہے، اور سوشلزم ملکی عصبیت سے مغلوب ہو کر اس آئیڈیل سے منحرف و مرتد ہو جاتی ہے۔ اور اس پر نیشنل سوشلزم کا رنگ و روغن چڑھنا شروع ہو جاتا ہے ؛

فضلِ عمرؓ

مکرم جناب صوفی عبدالقدیر صاحب ایڈیٹر ریویو انگریزی کی تصنیف "فضل عمرؓ" پر تبصرہ کے دوران میں غلطی سے اس کی قیمت ایک روپیہ لکھی گئی تھی، اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے سلطان برادرز قادیان سے مل سکتی ہے۔ یہ انگریزی زبان میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی زندگی اور حضور کے کارناموں پر مشتمل نہایت عمدہ مجموعہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہب کے متعلق نازیوں کا رویّہ

{پادری نیتھنل مکلم کے قلم سے سنڈے سٹیٹسمین مورخہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت ایک مقالہ شائع ہُوا ہے۔ ذیل میں ہم اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ گو اس مضمون میں ہٹلر کی مخالف عیسائیت کوششوں کا ذکر ہے، لیکن اگر یہ سب کچھ جو پادری مکلم نے بیان کیا ہے، صحیح ہے، تو ماننا پڑے گا، کہ جس اصول کی بناء پر عیسائیت کی مخالفت کی جارہی ہے، اسی کی بناء پر کسی دوسرے مذہب کی مخالفت بھی کی جائے گی۔ یہ تو اتفاق کی بات ہے، کہ جرمنی میں عیسائی مذہب تھا، اس لئے نازی اصول کو اسی کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر کوئی اور مذہب ہوتا، تو اس کا بھی یہی حال ہوتا۔ (ایڈیٹر)}

غالباً آپ یہ نہیں جانتے، کہ اوڈلف ہٹلر ایک زبردست حساس انسان ہے۔ اگر اس کے متعلق بے مروّتی سے کوئی بات کہی جائے، تو وہ خطرناک طور پر مجروح ہوجاتا ہے۔ خاص طور پر جب یہ کہا جائے، کہ اس کا "جدید نظام" مخالف عیسویت ہے، تو اس سے اس کے دل کو بہت اذیت پہونچتی ہے۔

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اس پر اس قسم کے الزام نامعقول اور ظالمانہ ہیں، وہ بالعموم جرمنی سے مذہبی مناجات نشر کرواتا ہے۔ اس علم کے بغیر کہ یہ مناجات کس کی طرف سے نشر کی جارہی ہے، آپ نے بعض دفعہ اسے سُنا ہوگا۔ مناجات ایک ترانۂ حمد سے شروع ہوتی ہے۔ پھر بائبل سے کچھ پڑھکر سنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد تقریر شروع ہوتی ہے۔ تقریر کا موضوع ہمیشہ یہی ہوتا ہے، کہ جنگ ایک ظالمانہ فعل ہے۔ مسیح امن و آشتی کا علمبردار تھا، پس تمام عیسائیوں کو قیام امن امان کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ بعض اوقات خاص طور پر عورتوں کو اپیل کی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے، کہ نوجوان عورتوں اور ماؤں کا جنگ میں حصہ لینا بہت بُرا ہے۔ انہیں امن و صلح کے لئے کوشاں ہونا چاہیئے۔ کبھی کلیسا والوں اور پادریوں کو متنبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیاجاتا ہے، کہ قومی جدّوجہد کی مخالفت نہ کرکے وہ اپنے فرائض منصبی کو بھلا بیٹھے ہیں۔ اور ساری گفتگو کا خلاصہ یہی رہتا ہے، کہ جنگ مسیحیت کے خلاف ہے اس لئے صلح کا مطالبہ کرو، اور امن و آشتی کیلئے کوشاں ہوجاؤ۔

آئندہ اگر آپ اس قسم کا مصالحانہ وعظ سنیں، تو آپ کو جان لینا چاہیئے، کہ یہ جرمنی سے نشر کیا جارہا ہے، اور مجھے امید ہے، کہ آپ دو باتوں کو مدنظر رکھیں گے، اوّل یہ کہ اس ملک (انگلستان) میں پانچواں کالم قائم کرنے کے لئے یہ ہٹلر کی ایک مکروہ اور کافرانہ چالوں میں سے ایک چال ہے۔ اور دوئم یہ کہ سینکڑوں عیسائی جنہوں نے جرمنی میں مصالحانہ رویہ اختیار کیا تھا، وہ نظربندی کے بھیانک کیمپوں میں قتل کردیئے گئے یا انہیں سخت اذیت پہونچائی گئی۔

جرمنی میں ارنسٹ بائبل سیکر (Earnest Bible Seaker) نامی جو ایک صلح جُو فرقہ ہے، اس کے مصائب کا تذکرہ اس درجہ خوفناک ہے، کہ کوئی شخص اس کا مطالعہ نہیں کرسکتا۔

ہٹلر اپنے پراپیگنڈا میں آپکو یہ بتائیگا، کہ وہ مسیحی کلیساء کا جاں نثار دوست ہے۔ وہ آپکو اس بیش قرار رقم کی طرف توجہ دلائیگا، جو ہر سال حکومت کی طرف سے کلیساؤں کو دی جاتی ہے۔ یقیناً جو اعداد و شمار وہ پیش کرتا ہے بیحد متاثر کرنیوالے ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ وہ اعداد و شمار گھڑے کس طرح جاتے ہیں۔ اس کے دو ذریعے ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر آپ جرمن کلیساؤں کے ممبر ہیں، تو آپ کو کلیساء کا ٹیکس ادا کرنا پڑیگا۔ یہ ٹیکس حکومت جمع کرکے پھر واپس کلیساء کو دیدیتی ہے۔ گویا یہ کلیساء والوں کی اپنی ہی رقم ہے، جو انہوں نے کلیساء کیلئے دی ہوتی ہے، اور حکومت کا عطیہ ہرگز نہیں۔ دوم یہ کہ کئی سال ہوئے، جب حکومت نے دنیوی ضروریات کیلئے کلیساء کی بہت سی زمین اور جائیداد اس شرط پر کہ اس قدر رقم سالانہ کلیساء کو دیدی جایا کریگی، لی تھی، اس طرح یہ رقم حکومت کی طرف سے کلیسا کو مفت ہبہ نہیں، بلکہ محض ایک قرض کی ادائیگی ہے۔ نازی پارٹی نے تو اس قابلِ ادا رقم کو بہت بڑی حد تک گھٹا دیا ہے، بلکہ یہ بھی کہا ہے، کہ اب اسکی ادائیگی بالکل بند کردیجائیگی، اور نئے نظام میں اسکے لئے کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ یہ دعویٰ کہ نازی حکومت کلیساء کو مالی امداد دے رہی ہے اس وقت تک خوش آئند معلوم ہوتا ہی، جبتک کہ آپ حقیقت حال سے واقف نہ ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہٹلر کا پروپیگنڈا ہمیں بتاتا ہے، کہ جرمنی میں کلیساء جبتک اپنے کام سے کام رکھے، اور سیاسیات میں دخل اندازنہ ہو، بالکل آزاد ہے۔ اگر آپ یہ نہ جانتے ہوں، کہ جدید جرمنی میں سیاسیات کے کیا معنی ہیں، تو یقیناً یہ چیز بڑی خوشکن ہے۔ سیاسیات کے لفظ میں تمام سماجی زندگی آجاتی ہے۔ اور ہٹلر کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنے مذہبی تجربات کے متعلق جتنی چاہیں باتیں کریں، اور جنت کو پہونچنے کی راہوں اور اس کے فوائد کے متعلق جس قدر بحثوں میں چاہیں، الجھیں۔ لیکن سماجی زندگی کے متعلق اگر اس میں نازی پارٹی پر تنقید کی گئی ہے، ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہودیوں کی ایذادہی کے خلاف آواز اٹھاتا ہے یا جراثیم حیات کے اتلاف کے خلاف احتجاج کرتا ہے یا الفرڈ روزنبرگ کے جدید الحاد پر تنقید کرتا ہے یا اس جھوٹے جوزف گوئبلز کی تغلیط کرتا ہے، یا اس بات کا شاکی ہے، کہ ہٹلر یوتھ کے لیڈر اپنے بچوں کو عیسوی اثرات سے باہر نکال رہے ہیں، تو اسے نظربندوں کے کیمپ میں دھکیل دیا جائیگا۔ کیونکہ یہ سیاسیات میں دخل اندازی ہے اور نازی ازم پر کسی نوع کی تنقید بغاوت اور غداری کے مترادف ہے۔ اور جب کوئی شخص کسی اشتراکی یا یہودی سے دوستی پیدا کرتا ہے یا نازی اخبارات میں شائع ہونے والی گھناؤنی فحش تصویروں کے خلاف احتجاج کرتا ہے، تو کہا جائیگا، کہ یہ باغی ہے، اور سیاسیات میں دخل انداز ہوتا ہے۔

غور کیجئے، کہ ہٹلر نے پراٹسٹنٹ رومن کیتھولک کلیساؤں سے کیا سلوک کیا۔ نازی پالیسی اصول امارت (Leader Ship Princip.ale) پر مبنی ہے۔ قومی زندگی کا ہر شعبہ آرٹ، لٹریچر محنت اور مذہب سب کا ایک لیڈر کے تحت ہونا ضروری ہے، جو ہٹلر کے سامنے جوابدہ ہو۔ جب ہٹلر برسرِ اقتدار ہوا، تو پروٹسٹنٹ جماعت کو اٹھائیس کلیساؤں میں بانٹ دیا گیا۔ اور پھر سب قومی پروٹسٹنٹ کلیساء پر متحد کئے گئے۔ خیر جو کچھ ہوا بہتر ہوا۔ پھر کلیساء کا انتظام کرنے کے لئے ہٹلر نے اپنے ایک دوست کو جس نے پہاڑی وعظ کی نازی نظریوں کے مطابق تصیح کی تھی، غیر محدود اختیارات دیکر جرمنی کا بشپ بنا دیا، اور اعلان کر دیا، کہ عشاء ربانی کی شرکت ایک طرح کا جرمن خاک وخون کا جشن ہے۔ کلیساء اسے برداشت نہ کر سکتا تھا۔ آخر ہٹلر کو اسے واپس لینا پڑا۔ لیکن اس نے دوسرے ذرائع سے اپنا مقصد حاصل کر لیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروٹسٹنٹ کلیسا، حکومت کے کلیسائی محکمہ کے ماتحت ہے۔ جسے کلیسا کے تمام مالی انتظامات پر پورا اقتدار حاصل ہے، اور جسے ہر شخص کو نکال دینے یا پادری مقرر کر دینے سے انکار کر دینے کا بھی پورا اختیار حاصل ہے، جو حکومت کا پوری طرح طرفدار نہیں۔ اس طرح یہ محکمہ کلیسا کی عبادت اور اس کے اصول میں دست اندازی کر سکتا ہے۔ حکومت کے اس محکمہ پر جسے کلیسا پر کامل اقتدار حاصل ہے، کرل (Kerrl) اور ورنر (Werner) جیسے عامی مقرر ہیں، جنہیں کلیساؤں میں کوئی حقیقت حاصل نہیں، اور جن کی صرف یہ قابلیت ہے، کہ وہ ہٹلر کی ہاں میں ہاں ملانیوالے ہیں۔ کرل کہتا ہے، کہ مسیح کی الوہیت کا سوال مضحکہ خیز اور غیر ضروری ہے۔ پروٹسٹنٹ کلیسا اسوقت تک آزاد ہے، جب تک کہ وہ نازیوں کی تائید کرنے کیلئے تیار ہے۔ میں یہاں بہت سے پادریوں کے بہادرانہ مقابلوں ان کی مصیبتوں اور شہادتوں کا ذکر نہیں کر سکتا۔ رومن کیتھولک چرچ پہلے ہی اصول امارت کا قائل ہے۔ انکا امام واٹیکن (Vatican) شہر میں رہتا ہے، اور بین الاقوامی کلیسا کی امامت کرتا ہے۔ اور نازیوں کے متعلق وہ وہی کچھ سمجھتا ہے، جو کوئی عیسائی سمجھتا ہے۔ انقلاب کے شروع میں ہٹلر نے واٹیکن کے ساتھ ایک سمجھوتہ کیا تھا، جس میں اس نے رومن چرچ کے ساتھ اس سے بہتر شرائط کا وعدہ کیا تھا، جو کبھی بھی کسی ایسے معاہدہ میں تسلیم کی گئی ہوں جو پوپ نے کسی دنیوی حکومت کے ساتھ کیا ہو۔ آپ جانتے ہیں، کہ ہٹلر کے وعدوں کی کیا حقیقت ہے۔ یہ معاہدہ قریباً آغاز سے ہی بیجان تھا۔ کلیسا کا تمام نظام درہم برہم کر دیا گیا۔ کلیسائی پریس کو خاموش کر دیا گیا، اور پادریوں کو یہ بھی اجازت نہ رہی، کہ وہ اپنے مذہبی خطوط ہی روانہ کر سکیں۔ عمارتیں ضبط کر لی گئیں۔ کلیسا کو مالی لحاظ سے تباہ کر دیا گیا۔ عوام کو پادریوں کے خلاف منظم کیا گیا، اور بے شمار پادریوں کو محبوس زنداں کر دیا گیا۔ اور نازی رسائل اور اخبارات نے حکومت کے زیر انتظام کلیسا کو بدنام کرنے کے لئے ایسی گندی اور گھناؤنی مہم کا آغاز کر دیا، جس کی متمدن تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

بلاشبہ نازی پارٹی کا مقصد و مدعا یہ تھا، کہ مسیحی کلیسا کو برباد کر دے۔ الفرڈ روزنبرگ نے جو ہٹلر کا ایک بہت بڑا جرنیل ہے، ایک موقع پر پارٹی کی مجلس میں جو نیورمبرگ میں ۱۹۳۵ء میں منعقد ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھی، کہا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے افراد کی زندگیوں میں کیتھولک چرچ اور اعتراضی چرچ کو اپنی موجودہ شکل میں نہیں رہنا چاہیئے، اور مَیں سمجھتا ہوں، کہ مجھے حق حاصل ہے، کہ مَیں یہ کہوں کہ ہمارے لیڈر کا بھی یہی نقطۂ نگاہ ہے۔" مسٹر روزن برگ نے ہٹلر کے متعلق جو کچھ کہا، وہ بالکل درست کہا۔ کیونکہ ہٹلر خود کہتا ہے کہ "ہم جرمنی کے سوا کسی خدا کو تسلیم نہیں کر سکتے۔"

جب ہٹلر برسرِ اقتدار ہوا، تو جرمنی کے سکولوں میں مسیحی تعلیم رائج تھی، کلیساء اور حکومت ایک دوسرے سے تعاون کر رہے تھے۔ لیکن جرمنی کے طول وعرض میں قومی سکولوں سے کلیسائی معلّم اور کلیسائی اثر کا قلع قمع کر دیا گیا، اور وہ سکول مسلّمہ طور پر قومی اشتراکیت کے پروپیگنڈا کے مرکز بن گئے۔ اسی طرح پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک چرچوں میں سے نوجوانوں کی جد وجہد کو بھی ختم کر دیا گیا۔ ہٹلر اس بات کے لئے تیار ہے، کہ پرانی وضع اور پرانے خیالات کے لوگوں کو عیسائی رہنے دے، بشرطیکہ وہ خود خاموش رہیں، اور نئی پود کو عیسائی نہیں بلکہ نازی بنا دیں۔ کیا ہٹلر کا تربیت یافتہ نوجوان واقعی مخالف مسیحیت ہے؟ انکا لیڈر کہتا ہے "جرمنی کی خدمت خدا کی خدمت اور خدا کی خدمت جرمنی کی خدمت ہے۔" ۱۹۳۶ء میں نوجوان لڑکوں کی جمعیت نے ایک ریزولیوشن پاس کیا تھا، کہ "ہم اوڈلف ہٹلر کے شاگردوں کا عہد وپیمان صرف اپنے لیڈر سے ہے، نہ کہ یہودی پروٹسٹنٹ اور کلیساء سے، ہم دو جداگانہ مقاصد یعنی اپنے لیڈر اور اس کے سب سے بڑے دشمن کے خدمتگذار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے مَیں ..... پروٹسٹنٹ چرچ سے دستبردار ہوتا ہوں۔"

قومی زندگی سے مسیحیت کے استیصال کا سوال صرف کلیساؤں اور سکولوں سے ہی تعلق نہیں رکھتا۔ نازیوں نے انصاف کے تصوّر کو بھی جو یورپ کی میراث تھا، پھینک دیا ہے۔ وزیرِ انصاف کہتا ہے "درست وہی جس میں جرمنی کے لوگوں کا فائدہ ہے، اور غلط وہ جس میں ان کا نقصان"۔ پس درست وہی ہے، جو ہٹلر کے مفید مطلب ہے۔ یہ ہے اخلاق اور مذہب کا انجام جو جرمنی میں ہوا۔ مَیں نے خفیہ پولیس کی ایک دستاویز دیکھی ہے جسمیں ایک پادری کو قومی اشتراکیت کی تحریک کے بنیادی اصولوں کے خلاف ایک جرم پر جرمانہ اور قید کی سزا دی گئی تھی۔ اس دستاویز میں لکھا ہے، کہ "چونکہ تم نے اپنے خطبہ میں جو فلاں جگہ اور فلاں تاریخ کو دیا گیا تھا، اس اصل کا انکار کیا ہے، کہ قوم کی خدمت خدا کی خدمت ہے، اور تم نے کہا ہے، کہ ایک شخص کو پہلے خدا کی خدمت کرنی چاہیئے، تب وہ اپنی قوم کی بھی موثر خدمت کر سکتا ہے۔ پس تمہارا یہ مطالبہ کرنا کہ انسان کی بجائے تمہیں خدا کی اطاعت کرنی چاہیئے کھلم کھلا نازیت کے اصول کے خلاف ہے۔" لیکن ہٹلر پھر بھی ڈھٹائی سے کہتا ہے کہ وہ مسیحی کلیسا سے نفرت نہیں کرتا، اور اسے تباہ کرنیکا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ یقیناً ہٹلر کے نئے نظام میں مسیحیت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دواخانہ نورالدین رضؓ

بیادگار

حکیم الامت حضرت طبیب شاہی حاجی الحرمین سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ

زیر نگرانی

ابناء حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ کی قلم سے

میری مدت سے یہ خواہش رہی کہ حضرت استاذی المعظم خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ تک مہاراجگان کے شاہی طبیب رہے۔ اور جن کے دستِ شفاء کی شہرت دور دور تک تھی۔ ان کے طبی تجربات سے دنیا کو بہرہ ور کرتے رہنے کے واسطے ان کے صاحبزادوں میں سے کم ازکم ایک پیشۂ طبابت اختیار کرتا۔ صاحبزادہ مولوی فاضل عبدالمنان صاحب جب علی گڑھ جانے لگے، تو ان سے میں نے یہی خواہش ظاہر کی، کہ وہ علی گڑھ میں طبیہ کالج میں پڑھیں مگر ان کی بعض مصالح انہیں لٹریچر کی طرف لے گئیں۔ اب خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ صاحبزادگانِ حضرت مرحوم نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی یونیورسٹی کی درسگاہوں سے فراغت حاصل کر کے طب کی طرف توجہ کی ہے۔ اور بالخصوص صاحبزادہ مولوی عبدالوہاب صاحب باقاعدہ مطب کرتے ہیں۔ اور مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ اور مجھے کئی ایک احمدی برادران نے بتلایا ہے، کہ ہمیں صاحبزادہ صاحب موصوف کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا کی ہے۔ مجھے مطب کو دیکھنے کا موقعہ ہوا ہے۔ اور بعض ادویہ کو خود بھی استعمال کیا ہے۔ تمام امراض کے نسخے تو حضرت مولانا صاحب کے لکھے ہوئے ان کے پاس محفوظ ہیں۔ مگر ان نسخوں کے مطابق محنت سے عمدہ اور اچھی حالت میں ادویہ کا مہیّا کرنا ایک بہت مشکل کام ہے جس کو صاحبزادگان بہت عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ پھر ان ادویہ کو مرکب کرنے، اور خوشنما گولیوں اور معجونوں کی شکل میں طیار کرنے، اور خوشنما بوتلوں میں پیک کرنے، اور خوشخط لیبل لگانے کے معاملہ میں ایسی دقیقہ رسی سے کام لیا ہے، کہ ولایت سے آئی ہوئی شیشیوں سے بھی خوشنما اور دیدہ زیب پیکنگ دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم صاحبزادگان کے اس کام میں برکت دے۔ اور ان کی توجہ سے جسمانی اور روحانی بیماریوں کو شفا ہو۔ انہیں اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے کاموں کے سرانجام دینے کی بہت بہت توفیق رفیق رہے۔

(مفتی) محمد صادق عفی عنہ

دواخانہ نورالدین رضؓ کے خاص الخاص مجربات کی مختصر فہرست آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

المشتــــــــــــــــــهرین

ابنائے حکیم الامّت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صندلین

انیمیا یا کمی خون کا بہترین علاج :۔ خون تمام اعضاء بدن کو غذا اور رُوح پہونچاتا اور زہریلے مادوں کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ تمام اعضاء جسم خون سے ہی زندہ ہیں۔ خون بدن کے ہر ایک حصّہ کی غذا کیلئے مناسب مواد مہیّا کرتا ہے۔ اور پستان میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے، جو دُودھ بننے کے لائق ہیں۔ یہ خصیوں میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے، جو مادۂ حیات کے لائق ہیں۔

جسم میں دَورۂ خون سے حرارتِ بدن برقرار اور قائم رہتی ہے، بلکہ زندگی کا مدار ہی اسی پر ہے۔ اور صندلین میں وہ تمام اجزاء بکثرت موجود ہیں جن پر خون کے پیدا ہونے کا انحصار ہے۔

کمی خون خواہ کثرتِ حیض اور بواسیر سے ہو یا عرصہ تک کی بیماری مثلاً ملیریا وغیرہ میں مبتلا رہنے سے ان تمام حالات میں صرف صندلین کا استعمال ہی آپ کے لئے مفید ہے۔ صندلین چہرہ کے رنگ کو نکھارنے اور خون کو صاف کرنے کیلئے بھی اکسیر ہے اور حیض کی خرابیوں میں بھی اسکے استعمال کی سفارش کیجاتی ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ پچاس قرص ایک روپیہ۔

اکسیر معدہ

یہ بے ضرر مرکب معدہ کی خاص دوا ہے اس کے استعمال سے معدہ کے نازک نظام پر بڑا تسکین بخش اثر پڑتا ہے۔ بدہضمی، نفخ، کھٹے ڈکار، سینے کی جلن، پیٹ کی درد، باؤ گولہ، جی کا متلانا، سُستی، کمزوری، بھوک کم لگنا، خرابی جگر۔ ان تمام بیماریوں کے لئے اکسیر معدہ کا استعمال مفید ہے۔ بیماری کے بعد یا کمزوری۔ کثرت کار یا ثقیل غذاؤں کے زیادہ استعمال سے جب معدہ کمزور ہوگیا ہو تب اس دوا کے استعمال سے بھوک بڑھ جاتی ہے، اور ہاضمہ کی قوت تیز ہوکر آپ کو اپنی غذا سے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اور بواسیر میں بھی مفید پائی گئی ہے۔

قیمت یکصد قرص۔ ایک روپیہ بارہ آنہ (۱۲/۱)

" پچاس قرص ایک روپیہ (۱/)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امراضِ خاص

خاص امراض کی تشریح و تفصیل مشکل ہے۔ ان امراض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ بہت سے مریض ان کو لاعلاج سمجھکر مایوس ہو جاتے ہیں جو احباب ان میں سے کسی مرض کا شکار ہوں یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں گرفتار ہوں تو وہ اپنے مفصّل حالات ہمیں لکھیں حضرت حکیم الامت کی خاص قلمی بیاض کے مطابق ادویہ تیار کر کے مناسب قیمت پر انکی خدمت میں بھیجی جائیں گی۔

غیر معتبر اشتہاری ادویہ خرید کر اپنی صحت اور روپیہ کو برباد نہ کریں۔ بلکہ آج ہی سے دواخانہ نورالدین رض کی تیار کردہ بہترین ادویہ کا استعمال شروع کر دیں۔

سیلان الرحم

سیلان الرحم کی شکایت آجکل ہندوستانی عورتوں میں بکثرت پھیل رہی ہے لیکن وہ بیچاری بوجہ شرم وحیا اس کا اظہار نہیں کرتیں، اور آخر اپنی قیمتی صحت حقیقی حسن اور نکھار کو برباد کر لیتی ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ اس کا خمیازہ معصوم اور بیگناہ اولاد کو اٹھانا پڑتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ مرد اپنی دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ ایسے امور سے بھی غافل اور بے پرواہ نہ رہیں۔ اگر ان کے گھر والوں یا جوان لڑکیوں کی صحت سیلان الرحم، یون یا لیکوریا کی وجہ سے برباد ہو رہی ہو، تو فوراً حضرت حکیم الامت سیدنا نور الدین رض کی خاص مجرب دوا

اکسیر سیلان

پھر اسی چشمۂ فیض دواخانہ نور الدین رض قادیان سے منگوا کر استعمال کرائیں۔ یہ بے خطا دوا رحم کو قوت دیتی۔ سفید رطوبت کے اخراج کو بند کرتی، اور سیلان الرحم کی تکلیف سے نجات دے کر نئی زندگی عطا کرتی ہے۔

قیمت تین روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نُورمنجن

اگر آپ کے مسوڑھوں سے خون یا پیپ بہتی ہے مسوڑھے پھُولتے یا درد کرتے ہیں۔ منہ سے بدبو آتی ہے۔ دانت مَیلے رہتے ہیں، دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے، پانی پینے سے ٹیس سی لگتی ہے، تو آپکو نور منجن کا استعمال فوراً شروع کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ بے مثال منجن دانتوں کی آب قائم رکھتے ہوئے انہیں موتیوں کی طرح صاف چمکدار اور خوشنما ہی نہیں بناتا بلکہ مُنہ کی بدبو دُور کر کے ان خطرناک جراثیم کو بھی ہلاک کرتا ہے جو دانتوں کی بیماریوں کا موجب ہوتے ہیں۔ پھر اس کا خاص جزو پائیریا سے بھی بچاتا ہے اور مسوڑھوں کے نازک پٹھوں کو طاقت دیکر انہیں اس قابل بناتا ہے کہ خون سے غذائیت حاصل کر سکیں۔ نور منجن کا ذائقہ خوشگوار ہے اور حجم کو بڑھانے کیلئے اس میں چاک وغیرہ قسم کی کوئی چیز شامل نہیں کی گئی۔ اس کا روزانہ استعمال دانتوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت ۲ اونس کی شیشی پانچ آنہ۔ ایک درجن تین روپیہ دو آنہ۔

ایک اونس کی شیشی تین آنہ۔ ایک درجن ۲ روپیہ۔

تریاقِ اٹھرا:۔

دنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ:۔ مرض اٹھرا میں رحم بہت کمزور ہو جاتا ہے اور بچّہ کو سنبھال نہیں سکتا عموماً تیسرے یا چوتھے مہینے حمل گر جاتا ہے۔ اگر بچّہ پورے دنوں میں پیدا ہو بھی جائے تو بڑی عمر نہیں پاتا اور اکثر ذیل کی بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ سبز پیلے دست۔ قے، ہیچش، سوکھا، بدن پر چھالے۔ پھوڑے پھنسیاں۔ سُرخ دھبے وغیرہ تریاق اٹھرا اس مرض کی نہایت مجرب اور بے خطا دوا ہے۔ پس اگر خدانخواستہ آپ کے گھر والے اس مرض میں مبتلا ہوں تو آج ہی حضرت حکیم الامت سیدنا نورالدین رضؓ کی مجرب دوا تریاق اٹھرا

دَواخانہ نُورالدّین رضؓ سے طلب کریں!

اس کے استعمال سے بچّہ ذہین، خوبصورت، توانا اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔

قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ۔ چھ ماشہ منگوانیکی صورت میں قیمت

فی تولہ۔ ایک روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُرمہ مبارک

شہنشاہِ طب کی بیاضِ خاص کا تحفہ:۔ یہ سرمہ ککروں کو زائل کرتا ہے۔ ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب یا زخم آگیا ہو۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ آنکھوں میں خارش اور کھجلی ہو تو ان حالتوں میں

سُرمہ مبارک

کا استعمال بہت مفید ہے۔ یہ سرمہ آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے۔ اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سُرمہ کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے اپنے نادر قیمتی اور نہ گھسنے والے کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔

قیمت ایک تولہ اڑھائی روپیہ (عہ) تین ماشہ بارہ آنے۔

عنبرین

اپنے جسم کو مضبوط بنائیے! عنبرین کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب، جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کرتا ہے۔ اس سے دِل، دماغ، معدہ، جگر، اور گردوں کو قوت پہونچتی ہے۔ اور پٹھوں میں طاقت آتی ہے، جسم کی پژمردگی، درماندگی، نقاہت، ناتوانی اور کمزوری دُور ہو جاتی ہے، قوتِ مردمی بڑھتی ہے۔ آپ نوجوان بنکر زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔

آپ کو اپنی حفاظت اور بیماریوں کے مقابلہ کی قوت حاصل کرنے کیلئے بھی اس دیرپا اور مستقل اثر رکھنے والے معجون کی ضرورت ہے۔

مُشک، عنبر، زعفران، اور قیمتی جواہرات اس کے خاص اجزاء ہیں۔

قیمت پانچ تولہ۔ ساڑھے چار روپیہ (للعہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رَفِیقِ نِسْوَانْ

رفیقِ نسواں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے حضرت حکیم الامت کی نہایت کامیاب دوا ہے۔اس کے استعمال سے ایامِ حیض کی خرابیاں دُور ہو جاتی ہیں۔اگر حیض کی بیقاعدگی، بندش یا کمی ہے۔ یا حیض کا خون تکلیف سے رُک رُک کر آتا ہے، ناف کے نیچے اُبھار ہے، دبانے سے دُکھن محسوس ہوتی ہے، کمر اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے، جی متلاتا ہے، یا ہاتھ پاؤں اور سر میں جلن ہے۔کسی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔تو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو

رَفِیقِ نِسْوَانْ

کا استعمال جلد سے جلد شروع کر دینا چاہیئے کیونکہ وہ ان تکالیف کو دور کر کے آپ میں قوت توانائی اور از سرِ نو صحت تازہ پیدا کر دے گی۔

قیمت:۔پچاس قرص دُو روپے۔یکصد قرص تین روپیہ بارہ آنے۔

مَرہَمْ نُور

ہر قسم کے زخموں اور پھوڑوں کا بہترین علاج

یہ عجیب و غریب مرہم ہر قسم کے گھاؤ، دُنبل، پھوڑے، پھنسیوں اور زخموں کو گلنے سڑنے سے بچا کر تمام زہریلے اور فاسد مادّوں کو ان کی جڑوں سے کھینچ نکالتا ہے۔بگڑے ہوئے اور گندے سے گندے زخم اسکے استعمال سے اچھے ہو جاتے ہیں اسکا ایک ہی پھایا اپنے حیرت انگیز اثرات دکھا دیتا ہے اس مرہم کو استعمال کرنیکے بعد یقیناً آپ کسی دُوسری مرہم کو تلاش نہیں کرینگے۔

ایسی بہترین مرہم کا ہر گھر میں رہنا نہایت ضروری ہے۔

قیمت بڑی ڈبیہ۔۔۔۔ ایک روپیہ بارہ آنے

〃 چھوٹی ڈبیہ۔۔۔۔ ایک روپیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرصِ جواہر

طاقت کی بے نظیر دوا:۔ یہ دوا اعصاب کو طاقت دیتی، دماغ کو تقویت پہونچاتی، دل کو مضبوط کرتی اور باہ کو حد درجہ بڑھاتی ہے۔ اس کا چند روزہ استعمال ہر طرح کی کمزوری دُور کر کے نئی قوت اور توانائی پیدا کرتا اور جسم کی زائل شدہ طاقتوں کو بحال کرتا ہے اس کا اثر مستقل اور دیرپا ہے۔ مردانہ قوت کو بڑھانے میں اس کے نتائج بہت ہی شاندار ثابت ہوئے ہیں۔

قیمت یکصد قرص چار روپیہ چودہ آنے (للعہ)

معجونِ ملیّن

قبض ایک عالمگیر بیماری ہے، جس کی وجہ سے خراب، زہریلے اور متعفن مادے جسم میں جذب ہو کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ معجونِ ملیّن کا استعمال قبض کا بہترین علاج ہے یہ قطعی بے ضرر معجون دست نہیں لاتا۔ جس سے کمزوری پیدا ہو۔ بلکہ بغیر مروڑ اور بےچینی کے بندھی ہوئی اجابت کھل کر ہو جاتی ہے۔

معدہ کی خرابی اور زائد رطوبت کو دُور کرنے، اور پیٹ کے بڑھنے کو روکنے اور آنتوں کو مضبوط کرنے کے لئے بھی "معجون ملین" کا استعمال مفید ہے۔

قیمت:۔ پانچ تولہ بارہ آنے۔

ہر قسم کی خط و کتابت کیلئے صرف یہ پتہ یاد رکھیں!

دواخانہ نور الدین قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشکوٰۃ شریف کا انگریزی ترجمہ

حدیث کی درسی کتابوں میں مشکوٰۃ شریف سب سے زیادہ مفید اور مشہور کتاب ہے۔ اس میں صحاح ستّہ یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، اور مؤطا کے علاوہ دیگر کتب احادیث کی وہ تمام روایات جو ایک مسلمان کی علمی اور عملی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں، مختلف ابواب کے ذیل میں نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ کتاب گویا احادیث کی کتابوں کا نہایت مفید اور جامع اختصار ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ اسے درسی حیثیت سے بہت زیادہ مقبولیّت حاصل ہوئی ہے۔ اس وقت تک اُردو میں اس کے کئی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ اس کی مقبولیّت عامہ کی دلیل ہے۔ اب بنگال کے مولانا الحاج فضل کریم صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل (بنگال سول سروس) نے اس کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس ترجمہ کی چار جُزئیں ہیں۔ عربی متن کے بالمقابل ترجمہ دیا گیا ہے۔ اور متن پر اعراب بھی دیئے گئے ہیں۔ اور اس لحاظ سے کتاب کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ جلد نہایت خوبصورت ہے۔ طباعت اور کاغذ کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ قیمت چار جلدوں کی پچیس روپے ہے۔ انگریزی دان طبقہ کو مسائلِ دین سے آگاہ ہونے کے لئے یہ کتاب کافی ہے، جو انہیں کسی مفتی سے فتوے لینے کی ضرورت سے مستغنی کر دے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوالِ مبارکہ کے عشّاق کو یہ کتاب ضرور خریدنی چاہیئے۔ مترجم کی حوصلہ افزائی کے خیال سے بھی اس کتاب کی خریداری اہل دل مسلمانوں کا فرض ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ **مکتبہ احمدیّہ قادیان۔**

مشکوٰۃ شریف کے اردو ترجمہ کی قیمت دس روپے ہے۔ یہ بھی مکتبہ احمدیہ قادیان سے مل سکتا ہے۔ اور بھی جس کتاب کی ضرورت ہو ہم سے منگائیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتبہ احمدیہ کی علمی کتابیں

اسوۂ حسنہ:- حضرت میر محمد اسحٰق صاحب، فاضل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو احادیث کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ اخلاقی علمی اور عملی اسباق کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ہر خدوخال سے واقف ہو سکیں گے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا، کہ دنیا کے اس عظیم الشان مصلح نے کس طرح اپنے پاکیزہ اقوال سے انقلاب پیدا کیا۔ قادیان کی لڑکوں اور لڑکیوں کی درسگاہوں میں یہ کتاب بطور نصاب داخل ہے۔ کیونکہ بچوں کیلئے یہ نہایت مفید ہے۔ ضخامت دو سو صفحہ، کاغذ، کتابت اور طباعت نہایت عمدہ قیمت فی نسخہ ۶؍ تین نسخوں کی قیمت ایک روپیہ۔

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل:- یہ کتاب گیانی واحد حسین صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں سکھوں کے اس الزام کی تردید کی گئی ہے، جو وہ سرہند کے مسلمان صوبہ دار پر لگاتے ہیں، کہ گورو صاحب کے بچوں کو اس نے اسلام قبول نہ کرنیکی وجہ سے زندہ دیوار میں چنوا دیا تھا۔ اور اسی ضمن میں وہ حضرت عالمگیر اورنگ زیبؒ پر بھی تہمت دھرتے ہیں، کہ یہ سب کچھ ان کی پالیسی کے ماتحت ہوا تھا۔ گیانی صاحب نے اس کتاب میں خود سکھوں ہی کی معتبر کتب سے اس الزام کی نہایت احسن پیرایہ میں تردید کی ہے۔ ملک کے مشہور ادیب مولینا عبدالمجید سالک، ایڈیٹر روزنامہ انقلاب نے اس کا دیباچہ لکھا ہے۔ مختلف اخبارات کے ایڈیٹروں نے اس پر شاندار ریویو کئے ہیں۔ کتاب سکھوں میں بکثرت شائع کرنے کے قابل ہے، کیونکہ سکھوں اور مسلمانوں میں اختلاف اور دشمنی کی جو خلیج ایسے الزامات کی وجہ سے حائل ہو گئی ہے۔ اسے پاٹنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ قیمت فی نسخہ ۲؍ ایک روپیہ میں دس نسخے۔

ویدوں میں احمدؐ اور قادیان:- یہ ایک نہایت عالمانہ مناظرہ ہے۔ جو فاضل سنسکرت و عربی مولانا عبداللہ ناصر الدین صاحب اور آریہ پنڈت ترلوک چند صاحب کے درمیان ہوا۔ موضوع مناظرہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ قیمت فی نسخہ ۱؍ زیادہ تعداد میں خریدنے والے کو ا؍ فی نسخہ کے حساب سے دی جائے گی۔

مینیجر مکتبہ احمدیہ۔ قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سّتّر کتابیں

صرف پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں، پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں، مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں، اس لئے قیمت پچیس روپے کردی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل

سرمہ چشم آریہ۔ ازالہ اوہام مکمّل۔

آئینہ کمالات اسلام۔

شہادت القرآن۔ نور القرآن۔

انجامِ آتھم۔

ایام الصلح۔

مسیح ہندوستان میں۔

تریاق القلوب

تحفہ گولڑویہ

اربعین ہر چہار حصّہ

نسیم دعوت

تذکرۃ الشہادتین

نزول المسیح

لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں :۔

مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

تفسیر سروری

═══(یعنی)═══

جماعت احمدیہ کے مفسرِ قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اردو) میں چھپتی رہی ہے، اور جس میں حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے مگر درحقیقت اسمیں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اسکے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اسکے کُل دو ہزار صفحے ہیں پہلے اسکی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اس کی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینجر رسالہ ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔ مجلد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے۔

ملنے کا پتہ

مینجر رسالہ ریویو (اردو) قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر [illegible] کیلئے قادیان سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah